بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاء الحق وزهق الباطل

ماہنامہ

ضربِ حق سرگودھا

مدیر: سید محمد سبطین شاہ نقوی

شمارہ نمبر 29

شوال ۱۴۳۳ھ ستمبر ۲۰۱۲ء

- اسلام اور ماتم
- غلام مرتضیٰ ساقی بریلوی کی فاسد تاویلات کا جواب
- حسن بن زیاد اللؤلؤی پر محدثین کرام کی جرح
- ائمہ محدثین کے نام بغیر "حضرت" اور "رحمہ اللہ" کے!

جامعہ امام بخاری اہل حدیث مقام حیات۔ سرگودھا

محمد زبیر صادق آبادی

ائمہ محدثین کے نام بغیر ''حضرت'' اور ''رحمہ اللہ'' کے

اگر کوئی اہلِ حدیث کسی امام کا نام ''حضرت'' ''رحمہ اللہ'' اور لفظ ''امام'' کے بغیر لکھ دے تو بعض آلِ دیوبند اسے توہین سمجھ لیتے ہیں لیکن وہ خود اس فعل کے مرتکب ہوتے ہیں۔

۱) جب ایک اہل حدیث عالم نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ حضرت اور رضی اللہ عنہ کا لفظ نہ لکھا تو ان کا رد کرتے ہوئے امین اوکاڑوی نے کہا: ''مگر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی کے ساتھ نہ حضرت لکھا ہے اور نہ (رضی) کا نشان، ہائے بغض صحابہ۔''

(تجلیات صفدر ۲/ ۴۴۹)

اور خود دوسری جگہ اوکاڑوی نے لکھا ہے: ''کیا تمھیں ابن مسعود کا وہ ارشاد عالی یاد نہیں کہ اپنی نماز میں شیطان کا حصہ نہ کرو...'' (تجلیات صفدر ۲/ ۵۸۲)

۲) امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: ''کوئی منکر حدیث امام بخاری کی غلطیاں نکال رہا ہے، کوئی منکر فقہ ابوحنیفہ پر برس رہا ہے، کوئی منکر صحابہ ابوبکرؓ پر مشق ستم کر رہا ہے'' (تجلیات ۶/ ۱۹۵)

یہاں اوکاڑوی نے امام ابوحنیفہ کا نام کسی تعریفی کلمے کے بغیر لکھا ہے اور اسی کتاب میں امام بخاری رحمہ اللہ کی غلطی نکالی ہے، چنانچہ اوکاڑوی نے لکھا ہے: ''امام بخاری نے غلطی سے حضرت حمزہ کے قاتل کا نام تبدیل کر دیا (بخاری ج ۲/ص ۵۸۳، صفحہ ۱۰)'' (تجلیات صفدر ۶/ ۲۹۸)

۳) محمود حسن دیوبندی نے کہا: ''یہ شافعی پر ہماری بہت بڑی حجت ہے کہ بعد غسل وضو نہ کرنا چاہئے'' (تقاریر شیخ الہند ص ۴۲) اور کہا: ''چنانچہ ترمذی خود کہتا ہے'' (تقاریر شیخ الہند ص ۴۴)

۴) امین اوکاڑوی دیوبندی نے لکھا ہے: ''چونکہ اسحاق اور بیہقی شافعی ہیں انہوں نے رکوع کا ذکر ملا دیا'' (تجلیات صفدر ۴/ ۱۳۲)

یہ چند حوالے بطورِ نمونہ مشتے از خروارے ہیں، ورنہ اس طرح کے بہت سے حوالے پیش کئے جا سکتے ہیں۔ (مثلاً دیکھئے عبدالشکور لکھنوی کی کتاب علم الفقہ ص ۴۳۶)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاء الحق وزھق الباطل

ماہنامہ ضرب حق سرگودھا

مدیر

سید محمد سبطین شاہ نقوی

حفظہ اللہ

0300-9600128

جلد: 3	شوال ۱۴۳۳ھ ستمبر ۲۰۱۲ء	شمارہ: 9

قیمت

فی شمارہ	سالانہ	پاکستان
25 روپے	300 روپے علاوہ محصول ڈاک	400 روپے مع محصول ڈاک

اس شمارے میں

ماہنامہ ضرب حق

جامعہ امام بخاری اہل حدیث

مقام حیات سرگودھا

حافظ

عمر فاروق شاکر

0300-4608164

048-3715130

جامعہ امام بخاری اہل حدیث مقام حیات سرگودھا

خطبات 　 سید محمد سبطین شاہ نقوی

اسلام اور ماتم

(اہل حدیث کے علاوہ سب ماتم میں مددگار ہوتے ہیں)

(قسط:۱)

أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور جو اللہ کے راستے میں قتل کیے جائیں انھیں مردے مت کہو، بلکہ زندہ ہیں، لیکن تم نہیں سمجھتے۔ (البقرۃ:۱۵۳۔۱۵۴)

سامعین محترم! جو آیت میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے: صبر اور نماز کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو اور جو لوگ اللہ کے راستے میں شہید ہوتے ہیں انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں، لیکن ان کی زندگیوں کا تم شعور نہیں رکھتے۔

تم جس سے پیار کا دعویٰ کرتے ہو اسے پیار نہیں کہتے۔ ہم سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے پیار کرتے ہیں، لیکن تم نہیں کرتے۔ ہم حسین رضی اللہ عنہ سے پیار کرتے ہیں، لیکن جلوس نہیں نکالتے، تعزیہ نہیں نکالتے۔ کیوں کہ پیار کا انداز ہی یہ ہونا چاہیے کہ نہ جلوس نکالے جائیں، نہ ماتم کیا جائے، نہ تعزیہ نکالا جائے، نہ بین ڈالے جائیں اور نہ بازاروں میں نکلا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر اور نماز کے ساتھ (اللہ سے) مدد طلب کرو، بے شک اللہ صبر

کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (البقرۃ:۱۵۳)

مصیبت کے وقت سجدہ

نبی ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ آپ ﷺ کے بعد وفات پاگئیں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو ان کی وفات کی خبر دی گئی تو وہ فوراً سجدہ میں گر گئے۔ لوگوں نے کہا: آپ کو تو وفات کی خبر دی گئی ہے اور آپ سجدہ میں گر گئے ہیں؟ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ اور اس کے رسول کے فرمان کے مطابق سجدہ میں گرا ہوں، کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: جب کوئی مصیبت آئے تو سجدہ میں گر جاؤ۔ مجھے بتاؤ نبی ﷺ کی بیوی کی وفات سے بڑھ کر اور کوئی مصیبت ہے؟ لہٰذا میں اس مصیبت کی خبر سن کر سجدہ میں گرا ہوں۔

"عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ قِيلَ لابْنِ عَبَّاسٍ بَعْدَ صَلاَةِ الصُّبْحِ: مَاتَتْ فُلاَنَةُ لِبَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَسَجَدَ فَقِيلَ لَهُ: أَتَسْجُدُ هَذِهِ السَّاعَةَ؟ فَقَالَ: أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا رَأَيْتُمْ آيَةً فَاسْجُدُوا.)) فَأَيُّ آيَةٍ أَعْظَمُ مِنْ ذَهَابِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ؟"

عکرمہ فرماتے ہیں: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو صبح کی نماز کے بعد اطلاع دی گئی کہ نبی ﷺ کی فلاں زوجہ محترمہ وفات پا گئی ہے۔ آپ نے فوراً سجدہ کیا۔ آپ سے پوچھا گیا: آپ اس وقت سجدہ کر رہے ہیں؟ تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا تھا جب تم کوئی نشانی دیکھو تو سجدہ کرو؟ تو کیا نبی ﷺ کی بیویوں کے فوت ہونے سے بڑھ کر کوئی نشانی ہے؟ (سنن ترمذی: ۳۸۹۱، وقال: "حسن غریب"، سنن ابی داود: ۱۱۹۷، وسندہ حسن)

جب بصرہ (عراق) میں زلزلہ آیا تھا تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے دو رکعتیں نماز پڑھی تھی اور ہر رکعت میں تین تین رکوع کئے تھے۔ (دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی ۳/۳۴۳ وسندہ حسن)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (البقرة:۱۵۳)

بڑی بڑی مصیبتیں اللہ تعالٰی نماز کی وجہ سے ٹال دیتا ہے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ (اے ماتم کرنے والو!) تم نے آج بازاروں کے اندر ماتم کر کے بے صبری کا مظاہرہ کیا ہے۔ تم نے اپنی نمازوں کو ضائع کیا ہے۔ نہ ظہر کی پرواہ، نہ عصر کی پروا، نہ مغرب اور نہ عشاء کی پروا۔

تم نے شریعت کی خلاف ورزی کر کے، بتاؤ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے کون سا پیار کیا ہے؟

تم نے نبی ﷺ کی بھی مخالفت کی اور تم نے حسین رضی اللہ عنہ کی بھی مخالفت کی۔

تم نے ساری نمازیں ماتم میں ضائع کر دیں، ساری نمازیں نوحہ میں ضائع کر دیں۔ ساری نمازیں مرثیے میں ضائع کی ہیں۔ یہ سب کچھ رسول اللہ کی مخالفت ہے اور یاد رکھو جس طرح دوسروں کو مارنا گناہ ہے اسی طرح اپنے آپ کو مارنا بھی گناہ ہے۔

ذاکر خود کیوں نہیں پیٹتا

اور یہ بات بھی یاد رکھو! ماتم ذاکر خود نہیں کرتا، کرواتا ہے۔ اپنے آپ کو خود نہیں پیٹے گا۔ ہمارے ہاں نماز پڑھنا نیکی کا کام ہے، مولوی بھی پڑھتا ہے اور مقتدی بھی پڑھتا ہے۔

روزہ رکھنا نیکی کا کام ہے، مولوی بھی رکھتا ہے اور مقتدی بھی رکھتا ہے۔

زکوۃ دینا نیکی کا کام ہے، مولوی بھی دیتا ہے اور مقتدی بھی دیتا ہے۔

حج کرنا نیکی کا کام ہے، مولوی بھی کرتا ہے اور مقتدی بھی کرتا ہے۔

وہ کیسا نیکی کا کام ہے جو ذاکر خود نہیں کرتا دوسروں کو کہتا ہے۔ جتنا بڑا ذاکر ہوگا اتنا ہی ماتم سے دور بھاگے گا۔ میں نے ایک سید سے پوچھا: آپ کیوں ماتم نہیں کرتے؟ تو وہ کہنے لگا: کیا ضرورت ہے ماتم کرنے کی ماتم تو عوام کرے اور وہ سب مل کر ہمیں روئیں۔ ہم نے

امت کو کہا ہے سب مل کر پیٹا کرو۔

اہل حدیث کے علاوہ سب ماتم میں مددگار ہوتے ہیں

اور یاد رکھنا! تعزیے نکالنے والے، تعزیے سے مانگنے والے سب شیعہ نہیں ہوتے۔ سبیلیں لگانے والے سب رافضی نہیں ہوتے۔ دوسرے بھی ساتھ ملے ہوتے ہیں۔

گھوڑے کی پرستش سب رافضی نہیں کریں گے بلکہ دوسرے بھی ساتھ ملے ہوتے ہیں، جبکہ رافضیوں اور تمام بدعتیوں کی بدعات سے ہمیں دور رہنے کا حکم ہے۔ کیا کوئی برداشت کرے گا کہ صحابہ کو گالیاں نکالی جارہی ہوں اور تم وہاں گھوڑے کو سلام کرو؟

میں دعوے سے کہتا ہوں ان کے جلسوں میں، ان کی مجلسوں میں اور ان کے تعزیہ میں آپ کو اہل حدیث نظر نہیں آئے گا۔ وہی نظر آئے گا جس کا تعلق ان کے ساتھ ہوگا۔

لوگو! صحابہ سے پیار کرو جو صحابہ سے محبت کرتا ہے، تم بھی اس سے محبت کرو۔ جو صحابہ سے دشمنی کرے تو تم بھی اس سے دشمنی کرو۔

نبی ﷺ نے فرمایا: ((لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ، وَ شَقَّ الْجُیُوْبَ، وَ دَعَا بِدَعْوَی الْجَاھِلِیَّةِ.)) جو شخص (کسی میت پر) اپنے رخسار پیٹے، گریبان پھاڑے اور عہد جاہلیت کی سی باتیں کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (صحیح بخاری: ۱۲۹۷)

نبی ﷺ کے مصائب

لوگو! کون سی مصیبت ہے جو میرے مصطفےٰ ﷺ پر نہیں آئی؟

تم تو آج امام حسین رضی اللہ عنہ کے دکھ کی بات کرتے ہو، میرے مصطفیٰ ﷺ پر بڑی بڑی مصیبتیں آئیں۔ آپ کی زوجہ محترمہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا وفات پاگئیں۔ یہ اتنی بڑی مصیبت آپ پر آئی کہ آپ کو ساری عمر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی جدائی یاد آتی۔ سیدہ عائشہ، سیدہ حفصہ، سیدہ سودہ رضی اللہ عنہن سے نکاح کرنے کے بعد بھی آپ ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یاد کرتے تھے۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی محبت آپ ﷺ کو نہیں بھولی تھی۔ جب بھی آپ ﷺ کو تحفہ ملتا آپ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہتے یہ تحفہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو دے دو۔ گوشت آتا، آپ ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیجتے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ اب بھی خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یاد کرتے ہیں۔

غور کرو! سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے معاملہ میں نبی ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو چپ کرا دیں اور کہیں کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بات مجھ سے برداشت نہیں ہوتی۔ تو تجھے کیا حق ہے کہ تو نبی ﷺ کی بیویوں رضی اللہ عنہن کے متعلق زبان کھولے۔

"عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ، هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِي، لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا، وَأَمَرَهُ اللّٰهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ، وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيُهْدِي فِي خَلَائِلِهَا مِنْهَا مَا يَسَعُهُنَّ."

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: نبی کریم کی کسی بیوی کے معاملہ میں، میں نے اتنی غیرت محسوس نہیں کی جتنی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے معاملہ میں مَیں محسوس کرتی تھی، وہ میرے نکاح سے پہلے ہی وفات پا چکی تھیں، لیکن نبی ﷺ کی زبان سے میں ان کا ذکر سنتی رہتی تھی، اور اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو حکم دیا تھا کہ انھیں (جنت میں) موتی کے محل کی خوشخبری سنا دیں۔ نبی ﷺ اگر کبھی بکری ذبح کرتے تو ان سے میل محبت رکھنے والی خواتین کو اس میں سے اتنا ہدیہ بھیجتے جو ان کے لئے کافی ہو جاتا۔ (صحیح بخاری: ۳۸۱۶، صحیح مسلم: ۲۴۳۴_۲۴۳۵)

آپ ﷺ کی چہیتی بیوی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا دنیا سے چلی گئیں۔ آپ ﷺ کو بہت افسوس ہوا، لیکن آپ ﷺ نے ماتم نہیں کیا، زنجیریں نہیں ماریں، نوحہ نہیں کیا، بین نہیں ڈالا۔ بلکہ آپ ﷺ نے صبر کیا ہے اور اس کا حکم دیا ہے۔

آپ ﷺ کی زندگی میں اور بھی بڑی بڑی مصیبتیں آئیں۔ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ غزوۂ اُحد میں شہید ہو گئے اور اس صدمے میں آپ اتنے غمگین تھے کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری

تھے، لیکن آپ نے ماتم نہیں کیا۔

کون سا دکھ جو آپ ﷺ کو نہیں آیا، لیکن آپ ﷺ نے ماتم نہیں کیا، نوحہ نہیں کیا اور تعزیہ نہیں نکالا۔

آپ ﷺ کا بیٹا آپ ﷺ کے ہاتھوں میں فوت ہو گیا، آپ ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم کو اٹھایا ہوا ہے اور فرما رہے ہیں:

"عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى أَبِيْ سَيْفِ الْقَيْنِ ـ وَكَانَ ظِئْرًا لِإِبْرَاهِيْمَ فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِبْرَاهِيْمَ فَقَبَّلَهُ وَ شَمَّهُ، ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ، وَ إِبْرَاهِيْمُ يَجُوْدُ بِنَفْسِهِ، فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَذْرِفَانِ. فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: وَ أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: ((يَا ابْنَ عَوْفٍ! إِنَّهَا رَحْمَةٌ.)) ثُمَّ أَتْبَعَهَا بِأُخْرٰى فَقَالَ ﷺ: ((إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ، وَ الْقَلْبَ يَحْزَنُ، وَلَا نَقُوْلُ إِلَّا مَا يَرْضٰى رَبُّنَا، وَ إِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيْمُ! لَمَحْزُوْنُوْنَ.))"

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابو سیف لوہار کے پاس گئے۔ یہ ابراہیم (رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے رضی اللہ عنہ) کو دودھ پلانے والی انا کے خاوند تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابراہیم رضی اللہ عنہ کو گود میں لیا اور پیار کیا اور خوشبو لی۔ پھر اس کے بعد ان کے پاس دوبارہ گئے۔ دیکھا کہ اس وقت ابراہیم رضی اللہ عنہ دم توڑ رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔ تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بول پڑے کہ یا رسول اللہ ﷺ! اور آپ بھی لوگوں کی طرح رو رہے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے ابن عوف! یہ تو رحمت ہے، پھر آپ ﷺ دوبارہ روئے اور فرمایا: آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور دل غم سے نڈھال ہے، لیکن زبان سے ہم وہی کہیں گے جو ہمارے پروردگار کو پسند ہے اور اے ابراہیم! ہم تمھاری جدائی سے غمگین ہیں۔ (صحیح بخاری: ۱۳۰۳)

آپ نے اپنی زبان سے وہی جملے ادا کیے، جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (البقرة:۱۵۳)

غور کرو لوگو! آج یہ لوگ جلوس نکالتے ہیں۔ قرآن کی تعلیم کے خلاف کرتے ہیں۔

پھر مزیداری کی بات یہ ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سب کچھ ان کے پاس ہے۔ حسین رضی اللہ عنہ کا گھوڑا ان کے پاس۔ عباس علمبردار کا کٹا ہوا پنجہ بھی ان کے پاس۔!!

شیخ القرآن رحمہ اللہ صاحب کی خطابت

مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ، اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل کرے۔ وہ کہا کرتے تھے: بتاؤ چور کون ہوتا ہے؟ چور وہ ہوتا ہے جس کے گھر سے سامان برآمد ہو۔

حسین رضی اللہ عنہ کا نیزہ بھی تمھارے پاس۔ حسین رضی اللہ عنہ کا پنجہ بھی تمھارے پاس۔

حسین رضی اللہ عنہ کا گھوڑا بھی تمھارے پاس۔

اور ہتھکڑیاں بھی تمھیں لگی ہوئی ہیں۔ محرم میں شیعہ کو ہتھکڑیاں لگتی ہیں۔

جی! یہ امام پاک کا قیدی ہے۔

میں کہتا ہوں اس نے کوئی قصور کیا ہے تو اسے ہتھکڑی لگی ہے، ویسے تو ہتھکڑی نہیں لگتی۔

حافظ قرآن اور قاتل حسین رضی اللہ عنہ

حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ، اللہ تعالیٰ انھیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔

فیصل آباد جامعہ سلفیہ کے قریب ایک جلسہ سے خطاب کر رہے تھے، کہ دوران تقریر ایک رقعہ آ گیا: حافظ صاحب آپ کا بڑا نام ہے۔ اشتہار پر بڑے بڑے القاب لکھے ہوئے ہیں۔

آپ کو لوگ حافظ کہتے ہیں۔ کیا جن لوگوں نے امام حسین کو شہید کیا تھا وہ سب حافظ نہیں تھے؟ حافظ صاحب مناظر آدمی تھے کہنے لگے:

ضرور وہ سب حافظ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں یہ سزا دی کہ اس کے بعد ان کے سینوں میں قرآن محفوظ نہیں رہا۔ اب دیکھ لو کس کے سینے میں قرآن ہے اور کس کے سینے میں قرآن نہیں۔ میں آج بھی سارا قرآن مصلے پر کھڑا ہو کر سنا سکتا ہوں۔

ماتم ایک سزا ہے

ایک آدمی مجھے کہنے لگا کہ یہ شیعہ حضرات ماتم کیوں کرتے ہیں؟ میں نے کہا: انھوں نے جرم کیا ہے، یہ اس کی سزا ہے۔ وہ کہنے لگا: کون سا جرم؟ میں نے کہا: یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے ہیں۔ یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے ہیں۔ یہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں سزا دی ہے، ایسے سینوں کو ہمیشہ پٹتے ہی رہنا چاہئے۔

جس سینے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بغض ہو، عمر رضی اللہ عنہ کا بغض ہو، عثمان رضی اللہ عنہ کا بغض ہو، اس سینے کو قیامت تک پٹتے ہی رہنا چاہئے۔ ان کے سینوں میں صحابہ کا بغض ہے۔ طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کا بغض ہے۔ نبی کی بیٹیوں رضی اللہ عنہن کا بغض ہے۔ نبی کی بیویوں رضی اللہ عنہن کا بغض ہے۔ ایسے سینوں کا پیٹنے کے علاوہ کوئی علاج نہیں۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَٰتِ الْغَٰفِلَٰتِ الْمُؤْمِنَٰتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ بے شک جو لوگ پاک دامن، بے خبر مومن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا اور آخرت میں لعنت کیے گئے اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ (النور: ۲۳)

جو پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں۔

﴿لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾ ان پر لعنت ہے دنیا میں بھی لعنت ہے اور آخرت میں بھی لعنت ہے۔

دنیا میں اس سے زیادہ سزا کیا ہو سکتی ہے کہ مرتے وقت ایسے لوگوں کے چہرے ہی مسخ

ہو جاتے ہیں جو صحابہ کرام پر تبرا کرتے تھے۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مصیبت یہ بھی آئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ کے پیارے چچا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے۔ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ وہ شہید ہیں جن کا مُثلہ کر دیا گیا تھا۔

پھر جب سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو کفن دینے کا وقت آیا، تو سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا آئیں لیکن انھوں نے اپنے بھائی کا ماتم نہیں کیا، بلکہ کفن کی دو چادریں دے گئیں، جن میں سے ایک میں سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو کفن دیا گیا اور دوسری میں ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کو کفن دیا گیا۔ (دیکھئے مسند احمد ۱/۱۶۵ ح ۱۴۱۸، وسندہ حسن)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (البقرۃ: ۱۵۳)

آج پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کی عورتوں کا نام لے کر بازاروں میں پیٹا جاتا ہے۔ تمھیں کس نے حق دیا ہے کہ تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کی عورتوں کا نام بازاروں میں لو۔ باعزت عورتوں کے نام بازاروں میں نہیں لئے جاتے۔ پلید زبانوں سے پاک باز لوگوں کا ذکر نہ کرو۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ جب شہید ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غصے کو کنٹرول کر کے صبر و ثبات کا پیکر بن کر فرمایا: چچا میں تیرے ایک کے بدلے، ان کے ستر ماروں گا۔

اللہ تعالیٰ کو یہ آواز بھی اچھی نہ لگی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہیں ایک کے بدلے ایک اور اگر وہ بھی معاف کر دو تو یہ بہتر ہے۔

ایک کے بدلے ایک ہوتا ہے، ستر نہیں ہوتے۔ صبر سے کام لیں۔ معاف کر دیں

تو بہت بہتر ہے۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (البقرۃ:۱۵۳)

ماتم کرنا بزدلی ہے

لوگو! نبی نے احد کے میدان میں اپنے ہاتھ سے ستر صحابہ کو دفن کیا ہے، لیکن آپ نے جزع فزع نہیں کیا۔ آپ نے ماتم نہیں کیا۔

اگر آپ ﷺ ماتم کرتے تو دشمن نے کہنا تھا: مسلمان مر گئے ہیں۔ ماتم کرنا تو بزدلی ہے۔

اسلام حوصلہ بڑھاتا ہے، مسلمانوں کو طاقت قوت سے صبر وثبات کا پیکر بناتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں صبر کرنے کا حکم دیا ہے۔ جب آپ کی جدائی کا وقت آیا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کوئی بین نہیں کیا۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دنیا سے گئے، امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کوئی بین نہیں کیا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، آپ کے اہل خانہ میں سے کسی نے بین نہیں کیا۔

کافر کیا کہیں گے کہ مسلمان بزدل ہیں ان کا ایک شہید ہوا ہے، ماتم نہیں رک رہا اور شہید ہو گئے تو کیا بنے گا؟ بیرون ملک سے ایک آدمی پاکستان آیا تو دس محرم کی تاریخ تھی۔ وہ جدھر بھی جائے ادھر ہی ماتم۔ ادھر ہی راستے بند۔ اس نے کہا: پاکستان میں کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا: دس محرم ہے، امام حسین شہید ہوئے تھے۔ اس نے کہا: شہید کب ہوئے؟ لوگوں نے کہا: چودہ سو سال پہلے۔ اس نے کہا: آپ کو خبر آج ہوئی ہے۔

شہادت سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ

سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آپ ﷺ کو ملی تو آپ بڑے پریشان ہوئے،

کیونکہ وہ آپ کے چچازاد بھائی بھی تھے، لیکن آپ ﷺ نے بڑے صبر سے کام لیا۔ بے صبری کا مظاہرہ نہیں کیا۔

"عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَعَى جَعْفَرًا وَ زَيْدًا قَبْلَ أَنْ يَجِيءَ خَبَرُهُمْ، وَ عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ."

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر پہلے ہی صحابہ کو سنا دی تھی۔ اس وقت آپ کی آنکھوں میں آنسو جاری تھے۔ (صحیح بخاری:٣٦٣٠)

آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے جعفر (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا ہے، ان کے دو پر ہیں جن سے وہ جنت میں اڑ رہے ہیں: "عَنِ الشَّعْبِيِّ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا سَلَّمَ عَلَى ابْنِ جعفر قَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ."

شعبی سے روایت ہے کہ جب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کو سلام کرتے تو یوں کہا کرتے: "السلام علیك یا ابن ذی الجناحین" اے دو پروں والے بزرگ کے صاحبزادے تم پر سلام ہو۔ (صحیح بخاری:٣٧٠٩)

ہم کہتے ہیں: پیار کرو صحابہ رضی اللہ عنہم سے، محبت کرو اہل بیت سے، لیکن جزع فزع ماتم شریعت میں جائز نہیں۔

نوحہ حرام ہے

امام جعفر صادق رحمہ اللہ کا قول اصول کافی میں ہے: "صبر ایمان کا سر ہے" اگر صبر نہیں تو ایمان نہیں۔ جس طرح سر ختم ہو جائے تو انسان ختم ہو جاتا ہے۔

(اصول کافی ج ٢ ص ٨٧ باب الصبر)

بین کرنا نوحہ کرنا اسلام میں حرام ہے۔

نبی ﷺ عورتوں سے بیعت کرتے وقت جب وہ مسلمان ہوتیں امتحان لیتے تھے،

لیکن آپ عورت کے ہاتھ پر ہاتھ نہیں رکھتے تھے، آپ نے کسی عورت کا ہاتھ کبھی نہیں چھوا۔

عروہ بن زبیر نے حدیث بیان کی، انھیں نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ان مومنہ عورتوں کا امتحان لیا کرتے تھے جو ہجرت کرکے مدینہ آتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ ...﴾ الخ یعنی اے نبی کریم! جب آپ کے پاس مسلمان عورتیں بیعت کرنے کے لئے آئیں... "غفور رحیم" تک آیت بیان کی۔ عروہ نے بیان کیا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: چنانچہ جو عورت اس شرط (آیت میں مذکور یعنی ایمان وغیرہ) کا اقرار کرلیتی تو نبی ﷺ اس سے زبانی طور پر فرماتے کہ میں نے تمھاری بیعت قبول کرلی اور ہرگز نہیں۔ اللہ کی قسم! نبی ﷺ کے ہاتھ نے کسی عورت کا ہاتھ بیعت لیتے وقت کبھی نہیں چھوا، صرف آپ ان سے زبانی بیعت لیتے تھے کہ آیت میں مذکورہ باتوں پر قائم رہنا۔

(صحیح بخاری: ۲۷۱۳)

ایک عورت کہنے لگی: جاہلیت میں میرے ساتھ مل کر ایک عورت نے بین کیا تھا، میں نے اس سے وعدہ کیا کہ تیری مصیبت کے وقت میں بین کروں گی۔

نبی ﷺ نے اس عورت سے کہا: میں تجھ سے بیعت نہیں کروں پہلے اس کا وعدہ ختم کر کے آ پھر مجھ سے بیعت کر، اسلام میں نوحہ جائز نہیں۔

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تو آپ نے ہمارے سامنے اس آیت کی تلاوت کی: ﴿اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْـًٔا﴾ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اور ہمیں نوحہ (یعنی میت پر زور زور سے رونا پیٹنا) کرنے سے منع فرمایا۔ نبی ﷺ کی اس ممانعت پر عورت (خود ام عطیہ رضی اللہ عنہا) نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور عرض کیا کہ فلاں عورت نے نوحہ میں میری مدد کی تھی، میں چاہتی ہوں کہ اس کا بدلہ چکا آؤں۔ نبی ﷺ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا چنانچہ وہ گئیں اور پھر دوبارہ آ کر نبی ﷺ سے بیعت کی۔ (صحیح بخاری: ۴۸۹۲)

حافظ زبیر علی زئی

انوار السنن فی تحقیق آثار السنن

(۵)

باب ماجاء في بول الصبي

بچے کے پیشاب کے بارے میں جو آیا ہے، اس کا باب

۴۴) عن أم قيس بنت محصن رضي الله عنها أنها أتت بابن لها صغير لم يأكل الطعام، إلى رسول الله ﷺ فأجلسه رسول الله ﷺ في حجره فبال على ثوبه، فدعا بماء فنضحه ولم يغسله. رواه الجماعة .

ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اپنے چھوٹے بچے کو جس نے (روٹی) کھانا شروع نہیں کیا تھا، لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں تو رسول اللہ ﷺ نے اس بچے کو اپنی گود میں بٹھالیا، پھر بچے نے آپ پر پیشاب کر دیا تو آپ نے پانی منگوا کر اس پر چھڑکا اور اسے نہ دھویا۔

اسے ایک جماعت (بخاری: ۲۲۳، مسلم: ۲۸۷، ابوداود: ۳۷۴، ترمذی: ۷۱، نسائی ا/۱۵۷ ح ۳۰۲، ابن ماجہ: ۵۲۴، احمد ۶/۳۵۵) نے روایت کیا ہے۔

انوار السنن: اس حدیث سے صاف ثابت ہے کہ اگر چھوٹا بچہ کپڑوں پر پیشاب کر دے جو روٹی نہیں کھاتا بلکہ صرف دودھ پیتا ہے، تو ان کپڑوں کو دھونا ضروری نہیں ہے۔ ''اور اسے نہ دھویا'' سے طحاوی وغیرہ کا رد ہوتا ہے جو تاویل کے ذریعے سے بات کپڑا دھونے تک پہنچا دیتے ہیں۔

اگر کوئی شخص کپڑے کو دھونا چاہے تو بھی جائز ہے جیسا کہ دوسری روایات سے ثابت ہے۔ دیکھئے حدیث: ۴۶

٤٥) وعن عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها أنها قالت:

أتي رسول الله ﷺ بصبي فبال على ثوبه فدعا بماء فأتبعه إياه.

رواه البخاري.

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بچہ لایا گیا تو اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا پھر آپ نے پانی منگوایا تو اسے اس جگہ پر ڈال دیا۔

اسے بخاری (۲۲۲، اور مسلم: ۲۸۶) نے روایت کیا ہے۔

٤٦) وعنها قالت: كان رسول الله ﷺ يؤتى بالصبيان فيدعو لهم فأتي بصبي مرة فبال عليه فقال: ((صبوا عليه الماء صبًا.))

رواه الطحاوي وإسناده صحيح.

اور انھی (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھوٹے بچے لائے جاتے تھے تو آپ ان کے لئے دعا کرتے تھے پھر ایک دفعہ ایک بچہ لایا گیا جس نے آپ (کے کپڑوں) پر پیشاب کر دیا تو آپ نے فرمایا: اس پر خوب پانی بہا دو۔

اسے طحاوی (۱/۹۳، اور احمد بن حنبل ۶/۴۶) نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

انوار السنن: اس کی سند صحیح ہے۔

ابو معاویہ الضریر نے سماع کی تصریح کر دی ہے۔ والحمد للہ

٤٧) وعن علي رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: ((بول الغلام ينضح عليه وبول الجارية يغسل.)) قال قتادة: هذا ما لم يطعما فإذا طعما غسل بولهما. رواه أحمد وأبو داود وآخرون وإسناده صحيح.

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بچے کے پیشاب پر (پانی) چھڑکا جاتا ہے اور بچی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے۔

قتادہ (تابعی رحمہ اللہ، راوی حدیث) نے کہا: یہ اس وقت تک ہے جب وہ دونوں کھانا نہ

کھائیں اور اگر کھانا کھائیں تو دونوں کے پیشاب (والے کپڑوں) کو دھویا جائے گا۔

اسے احمد (۱/۷۶) ابوداود (۳۷۷-۳۷۸) اور دوسروں (مثلاً ترمذی: ۶۱۰، ابن ماجہ: ۵۲۵) نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

انوار السنن: اس کی سند ضعیف ہے۔

اس روایت کی سند قتادہ (ثقہ مدلس) کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے، لیکن قتادہ کا قول صحیح سند سے ثابت ہے۔ (دیکھئے انوار الصحیفہ ص ۲۷)

۴۸) وعن أبي السمح رضي الله عنه قال: كنت خادم النبي ﷺ فجئ بالحسن أو الحسين رضي الله عنهما فبال على صدره فأرادوا أن يغسلوه، فقال رسول الله ﷺ: ((**رشه فإنه يغسل بول الجارية ويرش من بول الغلام.**)) رواه ابن ماجة وأبو داود والنسائي وآخرون وصححه ابن خزيمة والحاكم وحسنه البخاري.

ابوالسمح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کا خادم تھا، پس حسن یا حسین رضی اللہ عنہما کو لایا گیا تو انھوں نے آپ کے سینے پر پیشاب کر دیا، لوگ اسے دھونا چاہتے تھے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانی چھڑک دو، بچی کا پیشاب دھویا جاتا ہے اور بچے کے پیشاب (والے کپڑے) پر (پانی) چھڑکا جاتا ہے۔

اسے ابن ماجہ (۵۲۶) ابوداود (۳۷۶) نسائی (۱/۱۲۶ ح ۲۲۵) اور دوسروں نے روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ (۱/۱۴۳ ح ۲۸۳) و حاکم (۱/۱۶۶) نے صحیح قرار دیا ہے، بخاری نے اسے حسن کہا ہے۔

انوار السنن: اس کی سند صحیح ہے۔

۴۹) وعن عبدالرحمٰن بن أبي ليلى عن أبيه رضي الله عنه قال: كنت جالسًا عند رسول الله ﷺ وعلى بطنه أو على صدره حسن رضي الله عنه أو حسين رضي الله عنه فبال عليه حتى رأيت بوله أساريع فقمنا

إليه فقال: ((دعوه.)) فدعا بماء فصبه عليه.

رواه الطحاوي وإسناده صحيح.

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ (تابعی رحمہ اللہ) سے روایت ہے، وہ اپنے ابا (ابو لیلیٰ صحابی رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور آپ کے سینے یا پیٹ پر حسن رضی اللہ عنہ یا حسین رضی اللہ عنہ تھے تو انھوں نے آپ پر پیشاب کر دیا حتیٰ کہ میں نے ان کے پیشاب کی دھاریں (آپ کے کپڑے پر) دیکھیں۔

ہم آپ کی طرف اُٹھ کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو۔

پھر آپ نے پانی منگوایا اور اس پر بہا دیا۔

اسے طحاوی (۹۴/۱) نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

انوار السنن: صحیح ہے۔

اسے طحاوی کے علاوہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے بھی (اختلافِ سند کے ساتھ) روایت کیا ہے (۳۴۸/۴) اور احمد کی سند صحیح ہے۔

۵۰) وعن أم الفضل رضي الله عنها قالت: لما ولد الحسين رضي الله عنه قلت: يا رسول الله! أعطنيه أو ادفعه إلي فلأكفله أو أرضعه بلبني ففعل، فأتيته به فوضعه على صدره فبال عليه، فأصاب إزاره فقلت له: يا رسول الله! أعطني إزارك أغسله. قال: **((إنما يصب على بول الغلام ويغسل بول الجارية.))** رواه الطحاوي وإسناده حسن.

اُم الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو میں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ یہ (بچہ) مجھے عطا فرما دیں یا میرے حوالے کر دیں تاکہ میں اُس کی کفالت کروں اور اسے اپنا دودھ پلاؤں۔ تو آپ نے اسی طرح کیا۔ پھر میں انھیں آپ کے پاس لائی تو آپ نے انھیں اپنے سینے پر رکھ دیا۔ بچے نے آپ پر پیشاب کر دیا جو آپ کے ازار کو لگ گیا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ مجھے اپنا ازار دے دیں تاکہ میں اسے دھو

لوں۔ آپ نے فرمایا: بچے کے پیشاب پر پانی بہایا جاتا ہے اور بچی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے۔

اسے طحاوی (۹۲/۱) اور ابوداود: ۳۷۵، ابن ماجہ: ۵۲۲) نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

انوار السنن: حسن ہے۔

اسے ابن خزیمہ (۲۸۲) حاکم (۱/ ۱۶۶) ور ذہبی نے صحیح قرار دیا ہے اور اس کی روایت کی کئی سندیں ہیں، جن کے ساتھ یہ حدیث حسن ہے۔ یاد رہے کہ طحاوی والی سند ضعیف ہے جیسا کہ تنبیہ میں عرض کردیا گیا ہے۔

تنبیہ: طحاوی والی سند کا دارومدار شریک بن عبداللہ القاضی پر ہے۔ حدیث نمبر ۳۲ کے تحت گزر چکا ہے کہ نیموی نے شریک القاضی پر جرح کی ہے اور یہاں ان کی حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ اس متضاد پالیسی کا کیا جواب ہوسکتا ہے؟!

۵۱) وعن الحسن عن أمه أنها أبصرت أم سلمة رضي الله عنها تصب الماء على بول الغلام ما لم يطعم فإذا طعم غسلته و كانت تغسل بول الجارية. رواه أبو داود وإسناده صحيح.

حسن (البصری) سے روایت ہے، وہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا۔ جس بچے نے کھانا شروع نہیں کیا تھا تو وہ اس کے پیشاب پر پانی بہاتی تھیں اور جب کھانا شروع کردیا ہوتا تو اسے دھوتی تھیں، وہ بچی کے پیشاب کو دھوتی تھیں۔

اسے ابوداود (۳۷۹) نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

انوار السنن: اس کی سند ضعیف ہے۔

اسے بیہقی (۴۱۶/۲) نے صحیح قرار دیا ہے مگر حسن بصری رحمہ اللہ مشہور مدلس ہیں اور انھوں نے سماع کی تصریح نہیں کی۔ واللہ اعلم

قال النيموي: لأجل أمثال هذه الروايات ذهب الطحاوي إلى أن

المراد بالنضح في بول الغلام صب الماء عليه توفيقاً بين الأخبار.

نیموی نے کہا: ان جیسی روایات کی وجہ سے طحاوی نے یہ مذہب اختیار کیا ہے بچے کے پیشاب پر چھڑکنے سے مراد پانی بہانا ہے، اس طرح تمام احادیث میں تطبیق ہو جاتی ہے۔

انوار السنن: صحیح مسئلہ یہ ہے کہ بچے کے پیشاب پر چھڑکنا، پانی بہانا اور دھونا سب طریقے جائز ہیں، جو شخص نہ دھوئے بلکہ صرف پانی چھڑک دے تو یہی کافی ہے۔

باب في بول ما يؤكل لحمه

جن (جانوروں) کا گوشت کھایا جاتا ہے، اُن کے پیشاب کا باب

۵۲۔ عن البراء رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: ((لا بأس ببول ما أكل لحمه.)) رواه الدارقطني وضعفه.

براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کا گوشت کھایا جاتا ہے، اُس کے پیشاب میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اسے دارقطنی (۱/۱۲۸ ح ۴۵۴) نے روایت کیا ہے اور ضعیف قرار دیا ہے۔

انوار السنن: اس کی سند سخت ضعیف ہے۔

اس کے راوی سوار بن مصعب کے بارے میں امام دارقطنی نے فرمایا: ضعیف

(سنن دارقطنی ۱/۱۲۸)

امام بخاری نے کہا: ''منکر الحدیث'' وہ منکر حدیثیں بیان کرتا تھا۔ (التاریخ الکبیر ۴/۱۶۹)

یہ امام بخاری کے نزدیک شدید جرح ہے۔

وفي الباب عن جابر وإسناده واهٍ جداً.

اس باب میں جابر (رضی اللہ عنہ) سے (بھی) روایت ہے اور اس کی سند سخت ضعیف ہے۔

انوار السنن: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کو روایت کرنے کے بعد امام دارقطنی نے فرمایا: ''یہ ثابت نہیں ہے، عمرو بن الحصین اور یحییٰ بن العلاء دونوں ضعیف ہیں اور سوار بن

مصعب بھی متروک ہے۔" (سنن الدارقطنی ۱۲۸/۱ ح ۴۵۵)

یحییٰ بن العلاء سخت ضعیف و متروک راوی ہے، بلکہ نیموی نے لکھا ہے کہ اسے امام احمد بن حنبل نے کذاب قرار دیا ہے۔ دیکھئے التعلیق الحسن (ص ۳۹)

صحیحین (بخاری: ۲۳۳، مسلم: ۱۶۷۱) میں حدیث عرنیین سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اونٹوں (گائیوں، بکریوں، بھینسوں وغیرہا) کے پیشاب سے کپڑے نجس نہیں ہوتے لہٰذا انھیں دھونا ضروری نہیں ہے۔ نیز دیکھئے حدیث نمبر ۴۱ کا حاشیہ

افضل یہ ہے کہ ایسی حالت میں کپڑے دھو لئے جائیں (جیسا کہ حماد بن ابی سلیمان کے قول سے ظاہر ہے) اور اگر مشقت ہو تو نہ دھونا بھی جائز ہے جیسا کہ حکم بن عتیبہ اور ابراہیم نخعی کے اقوال سے ثابت ہے۔

محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی کی طرف منسوب کتاب الآثار میں لکھا ہوا ہے کہ حلال جانوروں کے پیشاب میں کوئی حرج نہیں ہے۔ دیکھئے التعلیق الحسن (ص ۳۸)

اعلانات

۱: حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کے مضمون: "ظہور احمد (دیوبندی حضروی) کی دس دورُخیاں اور دوغلی پالیسیاں" کے لئے دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو: ۹۸ (ستمبر ۲۰۱۲ء)

۲: محمد زبیر صادق آبادی حفظہ اللہ کے تین مضامین:

"آلِ دیوبند کے غلط حوالے"

"سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا سورۃ فاتحہ کے متعلق ایک اثر اور آلِ دیوبند"

"آلِ دیوبند اور کوا" کے لئے دیکھئے الحدیث حضرو: ۹۸

۳: جامعہ امام بخاری سرگودھا کے اساتذہ (مولانا عبدالشکور اثری، مولانا عبدالواجد انجم، مولانا محمد نعیم رضوان اور حافظ زبیر علی زئی حفظہم اللہ کا مشترکہ فتویٰ:

"توہین آمیز فلمیں اور ڈرامے" کے لئے دیکھئے الحدیث حضرو: ۹۸

دوسری وآخری قسط

ابوعبداللہ شعیب محمد (سیالکوٹ)

الجوابات الفاضلہ فی ردِّ تاویلاتِ فاسدہ

الزامات اوران کے جوابات

۱) ساقی صاحب نے لکھا: ''جب علمائے احناف نے قادیانی کی تکفیر کی تو اس وقت محمد حسین بٹالوی اس کی وکالت کر رہا تھا اور ثناء اللہ امرتسری اس کی زیارت کا شوق لے کر قادیان جا رہا تھا۔ (تاریخ مرزا ص ۵۲)'' (الحقیقہ، جنوری ۲۰۱۲ء ص ۴۱)

الجواب:

۱۔ یہ بات سراسر غلط اور جھوٹ ہے کیونکہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے مرزا قادیانی سے اپنی پہلی ملاقات کا جو احوال لکھا ہے اس میں قادیان جانے کا واقعہ اس وقت کا ہے جب مولانا ثناء اللہ امرتسری صرف ۱۷۔۱۸ سال کے تھے اور مرزا قادیانی کے کفریہ دعووں کا دور دور تک کوئی نام ونشان نہیں تھا بلکہ وہ صرف ایک معمولی مصنف کی حیثیت سے معروف تھا۔ (دیکھئے تاریخ مرزا ص ۴۳، احتساب قادیانیت ص ۵۳۵)

کوئی شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ اس دور میں علمائے احناف کیا کسی بھی فرقہ کے کسی عالم نے مرزا قادیانی کی تکفیر کی ہو۔ لہٰذا ساقی صاحب نے یہاں پر کالا جھوٹ بولتے ہوئے سخت دھوکہ دہی سے کام لیا ہے۔

۲۔ بریلوی پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے مرید خاص فیض احمد گولڑوی نے لکھا ہے:

''۱۸۹۰ء میں ... حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے بنا بر کشف آگاہ ہو کر فرمایا تھا کہ عنقریب سرزمین ہند میں بہت بڑا فتنہ ظاہر ہونے والا ہے... حضرت حاجی صاحب کی پیشگوئی کے مطابق اگلے ہی سال یعنی ۱۸۹۱ء میں مرزا صاحب نے مناظر اسلام، مامور اور مجدد کے دعووں سے آگے قدم بڑھا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے اٹھائے جانے اور نزول سے انکار کر کے ان کی موت اور اپنے مسیح

موعود ہونے کا اعلان کر دیا۔" (مہر منیر ص ۲۰۳)

اس سے صاف معلوم ہوا کہ ۱۸۹۰ء تک خود بریلویوں کے نزدیک مرزا قادیانی کا دعویٰ صرف مناظرِ اسلام، مامور اور مجدد ہونے کا تھا اور اس سے پہلے یہ فتنہ کشف کا دعویٰ رکھنے والوں اور ان کے ماننے والوں پر بھی ظاہر نہ تھا۔ ۱۸۹۰ء تک کے زمانہ کے متعلق خود فیض احمد گولڑوی نے صاف لفظوں میں بھی لکھ رکھا ہے کہ

"اس وقت تک مرزا قادیانی کے عقائد وہی تھے جو ایک صحیح العقیدہ سُنی مسلمان کے ہونے چاہئیں۔" (مہر منیر ص ۱۷۱)

مسیح موعود ہونے اور مامور ہونے کا دعویٰ کرنے کے بعد مرزا قادیانی نے مشہور بریلوی پیر مہر علی شاہ گولڑوی کو اس کے متعلق ایک دعوت نامہ بھیجا جس کے جواب میں مہر علی شاہ گولڑوی نے لکھوایا: "میں آپ کو مسیح موعود اور مامور من اللہ نہیں مانتا۔ آپ اپنی توجہ حسب سابق غیر مسلموں کے ساتھ مناظرات اور تبلیغ اسلام پر مرکوز رکھیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔" (مہر منیر ص ۲۰۶)

معلوم ہوا کہ بریلوی پیر مہر علی شاہ گولڑوی مرزا قادیانی کو نہ صرف پہلے مناظرِ اسلام اور مبلغِ اسلام مانتے تھے بلکہ مسیح موعود ہونے کے دعویٰ کرنے والے مرزا قادیانی کو بھی مناظر اسلام اور مبلغ اسلام بنے رہنے کی تلقین کرتے رہے ہیں۔ دعویٰ کا انکار ہے لیکن اس کے لئے ان کاموں پر دعویٰ کے بعد بھی اجر کی امید رکھتے ہیں۔ اس بارے میں کیا خیال ہے؟

۳۔ جہاں تک مولانا محمد حسین بٹالویؒ کا تعلق ہے تو وہ بھی مرزا قادیانی کو پہلے مبلغ اسلام سمجھتے تھے لیکن جیسے ہی مرزا قادیانی کے واضح گمراہانہ وکفریہ عقائد ونظریات ظاہر ہوئے تو اسے "عنداللہ ماجور" ماننے کی بجائے ایسی مخالفت اور تردید کی کہ خود قادیانیوں کو ماننا پڑا کہ "اس زمانہ میں ان سے بڑھ کر مخالفت آپ کی کسی اور نے نہ کی۔" (حیاتِ طیبہ ص ۱۸۶ از عبدالقادر قادیانی)

۴۔ جب تک مرزا قادیانی کے کفریہ عقائد ظاہر نہ ہوئے تھے تب تک تو ہر فرقہ میں حسن ظن کی بنا پر اس کو مبلغ اسلام اور مناظر اسلام ماننے والے موجود تھے۔ دیکھنے والی بات تو یہ ہے کہ اس کے کفریہ دعووں کے بعد کون سب سے پہلے اس فتنہ کے خلاف سرگرم ہوا اور سب سے پہلے کس نے مرزا قادیانی کو کافر قرار دیا؟

مرزا قادیانی خود لکھتا ہے: ''اور اسی بنا پر اس عاجز کا نام بھی کافر اور ملحد اور زندیق اور دجال رکھا گیا۔ بلکہ دنیا کے تمام کافروں اور دجالوں سے بدتر قرار دیا گیا۔ اس فتنہ اندازی کے اصل بانی مبانی ایک شیخ صاحب محمد حسین نام ہیں جو بٹالہ ضلع گورداسپور میں رہتے ہیں ... اس وجہ سے پہلے سب استفتاء کا کاغذ ہاتھ میں لے کر یہی صاحب دوڑے۔ چنانچہ سب سے پہلے کافر اور مرتد ٹھہرانے میں میاں نذیر حسین صاحب دہلوی نے قلم اٹھائی اور بٹالوی صاحب کے استفتاء کو اپنی کفر کی شہادت سے مزین کیا اور میاں نذیر حسین نے جو اس عاجز کو بلا توقف دتامل کافر ٹھہرا دیا۔''

(آئینہ کمالاتِ اسلام ص ۳۰۔۳۱، روحانی خزائن ج ۵ ص ۳۰۔۳۱)

جس کو ہر طرف سے جوتے پڑ چکے ہوں وہ بخوبی جانتا ہے کہ سب سے پہلے جوتا کس نے مارا تھا۔ مرزا قادیانی اپنے ان مجرموں کی نشاندہی کرتے ہوئے مزید لکھتا ہے:

''غرض بانی استفتاء بطالوی صاحب اور اول المکفرین میاں نذیر حسین صاحب ہیں اور باقی سب ان کے پیرو ہیں۔'' (حوالہ ایضاً)

جھوٹ بول بول کر عوام کو دھوکہ دیتے رہنے سے حقیقت بدل نہیں جائے گی۔ مرزا قادیانی کی تکفیر کے ''بانی مبانی'' اور مرزا قادیانی کے ''اول المکفرین'' ہونے کا شرف جنھیں حاصل ہے ان کا نام تاریخ کے اوراق سے مٹایا نہیں جا سکتا۔

۲) ساقی بریلوی صاحب نے ایک عنوان لکھا ہے: ''وہابیوں کی قادیانیت نوازی'' اور اس عنوان کے تحت اہل حدیث کے خلاف قادیانیوں کی کتب کے حوالے پیش کر کے بھی الزام قائم کرنے کی کوشش کی ہے۔

الجواب:

۱۔ قادیانیوں کی کتب ان کے اپنے عقائد اور اپنے بارے میں گواہیوں کے حوالے سے تو معتبر ہو سکتی ہیں، کسی دوسری جماعت یا فرقہ کے خلاف ہرگز نہیں۔ افسوس کے رضا خانی ''مناظر اسلام'' کو اتنی چھوٹی سی اصولی بات بھی ہمیں سمجھانی پڑ رہی ہے۔

''مرزا قادیانی کا نکاح سید نذیر حسین دہلوی نے پڑھایا'' جیسی باتیں قادیانیوں کی کتب سے پیش کر کے اہل حدیث پر الزام قائم کرنا انتہا درجے کی بے اصولی ہے۔ کیا بریلوی حضرات ہمیں اجازت دیتے ہیں کہ ہم ان پر الزام لگانے کے لئے قادیانیوں یا دیوبندیوں کی کتب کے حوالے پیش کریں؟

۲۔ قادیانی کتب کے حوالے سے بھی ''مرزا قادیانی کا نکاح سید نذیر حسین دہلوی نے پڑھایا'' جیسی باتیں پیش کرنے والے یہ بھی مدنظر رکھیں کہ کہیں یہ واقعہ اس دور کا تو نہیں جب بریلویوں کے نزدیک بھی مرزا قادیانی ایک ''سُنی مسلمان'' تھا۔

۳۔ غیر اہل حدیث مؤرخ ابوالقاسم رفیق دلاوری نے بھی مرزا قادیانی کے اس نکاح کے وقت کے بارے میں لکھ رکھا ہے کہ ''علمائے امت نے ہنوز مرزا صاحب کے کفر وارتداد کا فتویٰ صادر نہیں کیا تھا۔'' (رئیس قادیاں ص ۱۵۴)

فیض احمد گولڑوی بریلوی نے جناب ابوالقاسم رفیق دلاوری کو مشہور نقاد اور محقق تسلیم کر رکھا ہے۔ (دیکھئے مہر منیر ص ۲۵۷)

۴) ساقی صاحب نے ''مرزا صاحب کے معمولات'' کے تحت مرزا قادیانی کے ان فقہی معمولات کو پیش کیا ہے جس میں اس کا عمل اہل حدیث کے موقف سے ملتا ہے۔ مثال کے طور پر سینے پر ہاتھ باندھنا، ایک وتر پڑھنا، تراویح کی آٹھ رکعات کا قائل ہونا، جرابوں پر مسح اور فاتحہ خلف الامام کا واجب ہونا وغیرہ۔ ان معمولات کو پیش کر کے ساقی بریلوی صاحب فرماتے ہیں: ''یاد رہے کہ یہ تمام معمولات غیر مقلدین وہابی حضرات کے ہیں۔'' (الحقیقہ ص ۴۸)

الجواب:

۱۔ قادیانیوں کی مجلس شوریٰ کے اتفاق سے قائم ''فقہ کمیٹی'' کی تیار کردہ اور مرزائیوں کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر کی منظوری سے شائع شدہ ''جماعتِ احمدیہ کے فقہی مذہب کی مستند دستاویز'' میں واضح طور پر لکھا ہے:

''فقہ احمدیہ میں عام مدون فقہ حنفی سے بعض امور میں اختلاف کیا گیا ہے۔ یہ اختلاف فقہ حنفی کے اصولوں سے باہر نہیں۔ پس جس طرح حضرت امام ابوحنیفہؒ سے آپ کے بعض شاگردوں کا اختلاف فقہ حنفی کے دائرہ سے ان کو باہر نہیں لے جاتا اور ان کے اس اختلاف کو فقہ حنفی کی مخالفت نہیں سمجھا جاتا اسی طرح فقہ احمدیہ کا بعض امور میں اختلاف فقہ حنفی کے مخالف قرار نہیں دیا جا سکتا خصوصاً جبکہ یہ اختلاف انہی اصولوں پر مبنی ہے جنہیں فقہاء حنفی تسلیم کرتے ہیں کیونکہ فقہ احمدیہ کے وہی ماخذ ہیں جو فقہ حنفی کے ہیں۔'' (فقہ احمدیہ ج ۲ ص ۱۵، ادارۃ المصنفین ربوہ)

ساقی صاحب مرزا قادیانی کے چند فقہی و فروعی معمولات پیش کر کے اہل حدیث کے خلاف جو دھوکہ دینا چاہ رہے تھے مرزائیوں کے اس متفقہ اصول نے اس کا ''لک'' توڑ دیا ہے۔ مرزائیوں کے اس واضح اصول کو پڑھنے کے بعد بھی ان کے فقہ حنفی سے اختلافی چند فقہی و فروعی معاملات کو پیش کر کے اہل حدیث کے خلاف تلبیسات میں مشغول ''حضرات'' کو شرم سے ڈوب مرنا چاہئے۔

۲۔ مزید عرض ہے کہ ساقی صاحب نے جتنے بھی معمولات پیش کئے ہیں صحابہ کرامؓ اور آئمہ محدثین کی ایک جماعت سے بھی ثابت ہیں جس کا اقرار خود حنفی کتب میں موجود ہے۔ ساقی صاحب نے اہل حدیث کی دشمنی میں یہ تو لکھ دیا کہ ''یہ تمام معمولات غیر مقلدین وہابی حضرات کے ہیں''، اس فضول اور بے بنیاد بات پر اگر کوئی الزام قائم ہوتا ہے تو اس بات کا جواب دیں کہ ''یہ تمام معمولات صحابہ کرامؓ اور آئمہ محدثین کی ایک جماعت کے ہیں''۔ کیا اس سے ان کی قادیانیت نوازی ثابت

ہوگی (نعوذ باللہ) ؟ یا مرزا قادیانی کا ان مبارک ہستیوں کے مسلک پر ہونا ثابت ہو جائے گا؟ یہ بریلوی ''مناظر اسلام'' کا حال ہے کہ اہل حدیث کی مخالفت و دشمنی میں ایسے بکواس اعتراضات کرنے سے بھی باز نہیں آتے کہ جس کی زد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور آئمہ محدثین تک کی ہستیاں آجائیں۔

۳۔ دیوبندیوں کا فقہی عمل کیا ہے بتانے کی ضرورت نہیں۔ ان کی تکفیر و تضلیل جو خود بریلوی حضرات نے کر رکھی ہے کیا ان کے فقہی معمولات کی بنا پر فقہ حنفی کے تمام مقلدین کے لئے بھی موزوں ہے؟ اگر یہ بات لغو اور فضول ہے تو ایسی باتوں کی بنیاد پر اہل حدیث کو طعن کرنے کا مقصد سوائے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے کیا ہے؟

۴۔ مرزا قادیانی کی جن باتوں پر علمائے امت کی جانب سے کفر کا فتویٰ عائد کیا گیا ہے ان باتوں میں کہیں بھی یہ فقہی معمولات ہرگز بنیاد نہیں کہ ان معمولات کی وجہ سے مرزا کافر ہے کیونکہ یہ معمولات تو صحابہ کرامؓ اور آئمہ محدثینؒ کی ایک جماعت سے ثابت ہیں۔ مرزا قادیانی کے جن عقائد و نظریات پر کفر کا فتویٰ عائد کیا گیا تھا ان کی بنیاد بریلوی کتب میں موجود ہے، جس کا مکمل ثبوت اور وضاحت ہمارے اس مضمون کی پہلی قسط میں بالتفصیل گزر چکی ہے۔ ان اصولی باتوں کو پسِ پشت ڈال کر بے بنیاد اور بے اصولی باتوں کے سہارے الزامات عائد کرنا بریلوی کتب میں موجود کفریات پر ہرگز پردہ نہیں ڈال سکتا۔

۵) ساقی صاحب بریلوی نے مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے دو فتاویٰ پیش کئے ہیں کہ جن کے مطابق ہر کلمہ گو کے پیچھے نماز جائز ہے چاہے مرزائی ہو یا شیعہ اور یہ کہ مرزائی کے پیچھے پڑھی جانے والی نماز ادا ہو جائے گی۔ ان دو فتاویٰ کو پیش کر کے ساقی صاحب نے لکھا: ''تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ کافر اور گستاخ کے پیچھے نماز نہیں ہوسکتی یہ کہہ رہے ہیں مرزائیوں اور شیعہ کے پیچھے نماز پڑھ لو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مرزائی

اور شیعہ حضرات کو وہابی مسلمان سمجھتے ہیں۔" (الحقیقہ ص ۴۸)

الجواب:

۱۔ اہل حدیث کے نزدیک جس کی بدعت مکفرہ ہو اس کے پیچھے نماز ہرگز جائز نہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کی کتاب "بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم"۔ لہٰذا ساقی صاحب کا یہ الزام باطل و مردود ہے۔

۲۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری نے مرزائیوں کے پیچھے نماز ہو جانے کا جو فتویٰ دیا تھا اس کا مفصل رَدّ علمائے اہل حدیث نے ہی کر رکھا ہے۔ دیکھئے فتاویٰ علمائے اہل حدیث (ج ۲ ص ۱۸۹) بحوالہ حدیث اور اہل تقلید (ج ۲ ص ۱۰۱)

نیز سید نذیر حسین دہلوی، مولانا شمس الحق عظیم آبادی، مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا عبدالجبار عمر پوری، حافظ عبداللہ روپڑی اور مولانا عبدالجبار غزنوی وغیرہ تمام اہل حدیث علماء نے مرزائیوں کے پیچھے نماز نہ ہونے کا فتویٰ دے رکھا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے مولانا داود ارشد حفظہ اللہ کی کتاب "حدیث اور اہل تقلید (ج ۲ ص ۹۹۔۱۰۱)"

۳۔ ساقی بریلوی صاحب نے اپنی ایک کتاب میں جہمیہ اور معتزلہ کی تکفیر اور ان کے پیچھے نماز نہ ہونے کے اقوال با تائید پیش کر رکھے ہیں۔

دیکھئے بدمذہب کے پیچھے نماز کا حکم (ص ۵۴۔۵۵)

مگر بریلوی حضرات کے "خاتمۃ المحققین" ابن عابدین شامی نے جہمیہ و معتزلہ کے بارے میں لکھا: "انھم فساق عصاۃ ضلال و یصلی خلفھم ..." یعنی ان جہمیہ و معتزلہ کی گمراہی کے باوجود ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے گی۔

(رد المحتار ج ۹ ص ۴۳۲، دار عالم الکتب الریاض)

جس طرح اپنے خاتمۃ المحققین شامی کا یہ فتویٰ بریلوی حضرات کے نزدیک مرجوح اور قابلِ رَدّ ہے اسی طرح مولانا ثناء اللہ امرتسری کا شیعہ یا مرزائیوں کے پیچھے نماز ہو جانے کا یہ فتویٰ اہل حدیث کے نزدیک کتاب و سنت کے دلائل اور دیگر

اہل حدیث علماء کے خلاف ہونے کی وجہ سے مرجوح اور قابل رد ہے۔

۴۔ ساقی بریلوی صاحب نے مولانا ثناء اللہ امرتسری کا جو فتویٰ مرزائیوں کے پیچھے نماز ہو جانے سے متعلق نقل کیا ہے وہ ۱۹۱۲ء کا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کے بہت بعد مولانا امرتسری نے مرزائیوں کے پیچھے نماز کے عدم جواز کا فتویٰ دے دیا تھا۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں: ''کچھ شک نہیں مرزا ایک دہریہ معلوم ہوتا ہے، مفتری علی اللہ ہے، اس کے الہامات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے خدا پر بھی ایمان نہیں، .....پس اس کی امامت جائز نہیں، ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری'' (فتویٰ شریعت غرا نمبرا مندرجہ پاک و ہند کا اولین متفقہ فتویٰ ص ۱۸۶ بحوالہ حدیث اور اہل تقلید ج ۲ ص ۹۹)

۲۳ جنوری ۱۹۴۲ء کے اپنے ایک اور فتویٰ میں فرمایا:

''مرزا قادیان کو ان کے دعویٰ الہام اور مہدویت و مسیحیت میں سچا جاننے والا انہیں کے حکم میں ہے....جو ان کو دعویٰ الہام میں سچا سمجھے وہ ان ہی جیسا ہے۔لہٰذا وہ امام بنائے جانے کے لائق نہیں۔'' (فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۳۹۳)

لہٰذا خود مولانا ثناء اللہ امرتسری کے نزدیک بھی مرزائی نہ تو امام بنائے جانے کے لائق ہیں اور نہ ان کی امامت کسی بھی صورت جائز ہے۔

۵) ساقی صاحب نے اہل حدیث پر الزام قائم کرتے ہوئے نواب وحید الزماں کی ایک عبارت پیش کی ہے کہ جس میں رام چندر، لچھمن، کشن، زرتشت، بدھا، سقراط وغیرہ ہندوستانی، فارسی، یونانی و چینی رہنماؤں کے متعلق نبی ہونے کی بات کی گئی ہے۔ (دیکھئے الحقیقہ ص ۴۴)

الجواب:

ا۔ نواب صاحب کے بارے میں تفصیلی طور پر راقم الحروف کا مضمون ''نواب وحید الزماں حیدر آبادی نقشبندی، ایک تحقیقی جائزہ'' ماہنامہ ضربِ حق سرگودھا (جنوری ۲۰۱۲ء شمارہ نمبر ۲۱) میں شائع ہو چکا ہے۔جس میں نواب صاحب کا سابقہ حنفی، پھر نیم

غیر مقلد، آخر میں تفضیلی شیعہ اور تا وفات نقشبندی ہونا بادلائل بیان کر دیا گیا ہے۔ نیز نواب صاحب کو اہلِ حدیث باور کروانے والوں کے شبہات کا شافی جواب بھی دے دیا گیا ہے، الحمدللہ۔ لہٰذا نواب صاحب کی کوئی بھی عبارت اہلِ حدیث پر بطورِ حجت و الزام ہرگز پیش نہیں کی جا سکتی۔

۲۔ احمد رضا خان بریلوی نے ''صوفی بزرگ'' مرزا مظہر جانجاناں کے ایک مکتوب کے حوالے سے لکھا: ''اس میں ہندوؤں کے دین کو محض بر بنائے ظن و تخمین دین سماوی گمان کرنے کی کوشش فرمائی ہے بلکہ معارف و مکاشفات و علوم عقلی و نقلی میں ان کا یدِطولیٰ مانا ہے بلکہ ان کی بت پرستی کو شرک سے منزہ اور صوفیہ کرام کے تصورِ برزخ کے مثل مانا....'' (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ص ۶۵۷)

بریلوی اعلیٰ حضرت کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مرزا مظہر جانجاناں کے نزدیک بھی ہندوؤں کا دین سماوی و آسمانی ہے اور ہندوؤں کو علم و عرفان میں بھی کمال حاصل ہے نیز ان کی بت پرستی بھی شرک سے پاک ہے، سبحان اللہ۔

انہیں نظریات کے حامل مرزا مظہر جانجاناں کو احمد رضا خان بریلوی نے اپنے فتاویٰ رضویہ میں کئی جگہ بطورِ سند و دلیل پیش کر رکھا ہے۔ تفصیل پھر سہی فی الحال بریلوی اعلیٰ حضرت کی یہ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

''اس کا جواب مرزا مظہر جانجاناں شہید سے لیجئے جنہیں شاہ ولی اللہ دہلوی اپنے مکتوبات میں نفسِ ذکیہ، قیم طریقہ احمدیہ، داعی سنت نبویہ، متحلی بانواع فضائل و فواضل لکھتے ہیں....'' (فتاویٰ رضویہ ج ۷ ص ۲۰۲۔۲۰۳)

اہلِ حدیث پر جھوٹے الزام قائم کرنے والے رضا خانی ''حضرات'' کبھی ہندوؤں کے صریح مشرکانہ مذہب کی اتنی وکالت کرنے والے اپنے ان ''شہید'' بزرگوں کے متعلق بھی کچھ فرمائیں گے یا صرف لوگوں کو دھوکہ دینا ہی مقصود ہے؟

۶) ساقی بریلوی صاحب نے شاہ اسماعیل دہلوی سے منسوب متنازعہ کتاب ''صراطِ

مستقیم'' کی عبارت بھی اہل حدیث پر بطورِ الزام پیش کر رکھی ہے۔ (دیکھئے الحقیقہ ص ۴۴)

الجواب:

۱۔ ''صراطِ مستقیم'' نامی کتاب سخت گمراہ کن کفریہ متصوفانہ نظریات سے بھری کتاب ہے اور اس کی کسی بھی عبارت سے اہل حدیث پر کوئی الزام قائم نہیں کیا جا سکتا۔

اعتراض: اس کتاب کی اجمالی تعریف کئی اہل حدیث سے بھی پیش کی جا سکتی ہے۔

جواب: کسی اہل حدیث عالم کا لاعلمی، سنی سنائی، محض شاہ اسماعیل دہلوی سے منسوب ہونے کی بنا پر یا کسی تاویل کی بنا پر اس گمراہ کن کتاب کو پسند کرنا ہرگز معتبر نہیں۔ اگر ان باتوں پر الزام قائم کرنا درست ہے تو ''تذکرہ غوثیہ'' نامی کتاب کو پسند کرنے والے اور اس کے صاحب ملفوظات غوث علی شاہ پانی پتی کو ''ولی'' ماننے والے بریلوی علماء و مشائخ بھی موجود ہیں۔ ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟

۲۔ بریلوی شیخ الحدیث و مناظر اشرف سیالوی نے کہا: ''مگر جب مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب (تقویۃ الایمان) جو آخری تالیف و تصنیف تھی جس کے تھوڑا عرصہ بعد وہ راہیِ ملک فنا ہو گئے۔'' (مناظرہ جھنگ ص ۲۵۸)

شاہ اسماعیل دہلوی کے آخری دور کی کتاب ''تقویۃ الایمان'' میں واضح طور پر ان نظریات کو کفریہ و شرکیہ اور خلافِ اسلام قرار دیا گیا ہے جو ''صراط مستقیم'' کے دورِ تصوف میں بیان ہوئے ہیں۔

۳۔ اپنے صریح کفریہ و گستاخانہ نظریات کے حامل بزرگوں کے لئے ''شطح، سکر و غلبہ حال'' کے بلا دلیل و مردود بہانے بنانے والے بریلوی حضرات کس منہ سے ''صراط مستقیم'' کی عبارات پر اعتراض کرتے ہیں؟ بریلوی حضرات کو چاہئے کہ یا تو اپنے اس جھوٹے بہانے سے توبہ کر لیں یا ''صراط مستقیم'' کی عبارات کو بھی ''شطح، سکر و غلبہ حال'' کا نتیجہ سمجھ کر اپنے گلے کا ہار بنا لیں۔

۷) غلام مرتضیٰ ساقی بریلوی صاحب نے ''امام الوہابیہ اسماعیل قتیل دہلوی کا عقیدہ

انکارِ ختم نبوت'' کے عنوان کے تحت'' تقویۃ الایمان'' کی ایک عبارت یوں پیش کی ہے:''اس شہنشاہ (اللہ تعالیٰ) کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی ولی جن فرشتہ جبریل اور محمد پیدا کر ڈالے (تقویۃ الایمان ص ۱۳۰ مطبوعہ دہلی)''۔ پھر اس عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے ساقی صاحب نے لکھا:''یعنی حضور ﷺ کے بعد ایک نہیں کروڑوں نبی آنے کا امکان ہے (نعوذ باللہ)۔'' (الحقیقہ ص ۴۸)

الجواب:

اس عبارت میں صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان تو یہ ہے کہ اگر چاہے تو کروڑوں نبی و ولی ایک آن میں پیدا کر دے، اس میں ہرگز یہ بات موجود نہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا کرے گا بھی کہ کروڑوں یا کوئی ایک بھی نبی اب پیدا کرے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے اس بیان کو ختم نبوت کا انکار بنانا سوائے خبث باطنی کے کچھ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی اور قدرت و اختیارات کاملہ کے ایسے اظہار کی نظیر کئی آیات و احادیث نیز علماء کی عبارات میں موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

''اور اگر وہ شرک کرتے تو ان کے اعمال برباد ہو جاتے۔'' (سورۃ الانعام:۸۸)

مفتی احمد یار خان نعیمی نے اس آیت کے حاشیہ میں لکھا:''یہاں شرک سے مراد کفر ہے یعنی اگر نبیوں نے کفر کیا ہوتا تو ان کے نیک اعمال برباد ہو جاتے....''

(نور العرفان، حاشیہ سورۃ الانعام آیت ۸۸)

کیا بریلوی اپنے گھٹیا علم الکلام کے مطابق اس آیت اور اپنے حکیم الامت کی عبارت کا یہ مفہوم نکالیں گے کہ (نعوذ باللہ) انبیاء کرام کے کفر و شرک کرنے اور ان کے اعمال برباد ہونے کا بھی امکان ہے؟ استغفر اللہ۔ اگر یہاں وقوع کا بیان نہیں بلکہ صرف شرک کی سنگینی بیان کی گئی ہے تو شاہ اسماعیل دہلوی کی عبارت میں بھی صرف اللہ کی قدرت و اختیار کا بیان ہے نہ کہ وقوع کا۔

۲۔ ایک حدیث قدسی میں ارشاد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اگر تمھارے اگلے اور پچھلے انسان و جنات، سب اس شخص کی طرح ہو جائیں جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے تو میری سلطنت میں کچھ اضافہ نہ ہوگا اور اگر تمھارے اگلے اور پچھلے انسان و جنات، سب اس شخص کی طرح ہو جائیں جو تم میں سب سے زیادہ فاجر و گناہگار ہے تو میری سلطنت میں کچھ کم نہ ہوگا۔'' (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الدعوات، باب الاستغفار والتوبہ: ۲۳۲۶)

ملا علی قاری نے اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے سب سے زیادہ متقی شخص کی تفسیر نبی ﷺ سے اور سب سے زیادہ فاجر و گناہگار شخص کی تفسیر شیطان سے کی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ۵/ ۱۵۷، بلفظ: ''... ولهذا فسر بقلب نبينا ﷺ و قلب الأشقى بقعب إبليس'')

کیا بریلوی حضرات ملا علی قاری کا بھی یہی عقیدہ بیان کریں گے کہ ان کے نزدیک تمام اگلے پچھلے انسان و جنات کا نبی ﷺ جیسا بننے کا امکان ہے؟

۳۔ فخر الدین رازی نے ایک آیت (الفرقان: ۵۱) کی تفسیر میں لکھا ہے: ''لأنها تدل على القدرة على أن يبعث في كل قرية نذيراً مثل محمد ...''

یعنی یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قدرت رکھتا ہے کہ ہر بستی میں محمد (ﷺ) کی مثل ڈرانے والا بھیجے۔ (تفسیر کبیر ۲۴/ ۹۹)

کیا بریلوی حضرات اللہ کی قدرت کے اس اظہار پر رازی پر بھی یہ اعتراض کرنے کے لئے تیار ہیں کہ ان کے نزدیک نبی ﷺ کے مثل نبی آنے کا امکان ہے۔

۴۔ عبدالحق دہلوی کی مشہور اور بریلویوں کے ہاں مستند کتاب ''اخبار الاخیار'' میں شرف الدین احمد یحییٰ منیری کے حالات میں درج ہے کہ ''سلطان العارفین خواجہ بایزید فرماتے ہیں کہ اگر تمھیں عیسیٰ کی روحانیت اور موسیٰ کی خدا سے ہمکلامی اور خلیل جیسی خلت عطا کر دی جائے تو اس سے زائد کا مطالبہ کرو کیونکہ اللہ کے خزانوں میں اس سے بھی زیادہ عطائیں موجود ہیں۔'' (اخبار الاخیار ص ۲۶۵، اکبر بک سیلرز لاہور)

بریلوی حضرات کیا یہاں بھی یہ کہنا پسند کریں گے کہ ان بزرگوں کے ہاں سیدنا عیسیٰ،

سیدنا موسیٰ اور سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہم السلام جیسے جلیل القدر انبیاء کے فضائل بھی حاصل ہونے کا امکان ہے بلکہ ان انبیاء سے بڑھ کر بھی۔ (نعوذ باللہ)

۵۔ بریلویوں کے نزدیک انتہائی مقرب ولی و بزرگ خواجہ فرید الدین گنج شکر نے نبی ﷺ سے منسوب کرتے ہوئے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر قیامت کے دن مجھے اور میرے بھائی عیسیٰ کو دوزخ میں ڈال دیا جائے تو کون کہہ سکتا ہے کہ ایسا نہ کرو، کیونکہ تمام جہان اس (اللہ تعالیٰ) کی ملکیت ہے۔" (اسرار الاولیاء ص ۹۲، اکبر بک سیلرز لاہور)

عبدالحق دہلوی نے خواجہ فرید الدین کے داماد خواجہ بدر الدین اسحاق کے تذکرہ میں تسلیم کر رکھا ہے کہ "رسالہ "اسرار الاولیاء" آپ کی تصنیف ہے جس میں آپ نے شیخ گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کو جمع کیا ہے۔" (اخبار الاخیار ص ۱۵۶)

اسی طرح بریلویوں کے ہاں انتہائی مستند کتاب "فوائد الفواد" میں لکھا ہے کہ "اس بات پر بندے نے عرض کی کہ یہ بھی کہتے ہیں کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر کل قیامت کے دن حق تعالیٰ مجھے اور بھائی عیسیٰ کو دوزخ میں لے جائے تو یہ (عین) عدل ہو گا۔" خواجہ نظام الدین اولیاء نے جواب میں کہا: "ہاں!"

(فوائد الفواد، جلد ۳ مجلس ۱۳ ص ۲۶۱، اکبر بک سیلرز لاہور)

بریلوی علم الکلام کی رُو سے تو یہ عبارات حد درجہ زیادہ گستاخی و توہین قرار پاتی ہے کہ اللہ کی قدرت، شان صمدیت اور عدل کے اظہار کے لئے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور نبی کریم ﷺ کو (نعوذ باللہ) دوزخ میں ڈالے جانے کا امکان ظاہر کیا جا رہا ہے۔

ختم نبوت کے حقیقی منکر وہ ہیں جو محمد ﷺ بننے کے دعویدار ہیں۔ بریلویوں کے "برہان الواصلین" سلطان باہو نے کہا: "اس قسم کا فقیر (شریعت) میں قدم بر قدم محمد صلی اللہ علیہ وسلم چلتا ہے وہ دم بادم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو جاتا ہے وہ نفس بانفس قلب با قلب، روح باروح، نور بانور اور حضور باحضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو جاتا ہے۔"

(عقلِ بیدار ص ۱۵۸، اردو ترجمہ شبیر برادرز لاہور)

سلطان باہو کی اس کتاب کا یہ ترجمہ "سجادہ نشین دربار باہو سلطان" کی زیرِ سرپرستی شائع شدہ ہے۔

۸) علماء و جماعتوں کے باہمی اختلافات والزامات

ساقی صاحب نے کچھ اہل حدیث علماء کے باہمی اختلافات کی بنا پر ایک دوسرے کے خلاف بیانات والزامات کو پوری اہل حدیث جماعت کے خلاف الزام بنا کر بھی پیش کیا ہے۔ نیز بریلوی علماء کی کئی دیگر کتابوں میں بھی علماء کے ایسے باہمی اختلافات کو اہل حدیث کے خلاف الزامات بنا کر لوگوں کو دھوکہ دیا گیا ہے۔

دیکھئے البریلویہ کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ (ص ۵۷۔۶۱)، براہین صادق (ص ۴۲۹۔۴۳۶)، وہابیت اور مرزائیت (ص ۴۴۔۴۶، ۵۲۔۵۸)

حقیقت یہ ہے کہ الزام کوئی اپنا لگائے یا پرایا اس کے لئے مستند پختہ ثبوت ہونا ضروری ہے ورنہ محض معاصرانہ ومخالفانہ الزامات کی دلائل کے میدان میں کوئی وقعت نہیں۔ کسی بھی جماعت یا فرقہ کے لوگوں کا ایک دوسرے پر معاصرانہ چپقلش، غلط فہمی، عدم برداشت اور سنی سنائی باتوں کی بنیاد پر بلا دلیل و بلا ثبوت کفر و فسق کے الزامات لگانا قطعاً کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ ایک دوسرے پر محض دعووں کی صورت میں ایسے الزامات کی لمبی فہرست ہر جماعت و فرقہ سے پیش کی جاسکتی ہے۔ رضا خانی و بریلوی جماعتوں میں بھی ایسے الزامات کا ایک لمبا سلسلہ موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ بریلویوں کے "ضیغم اہلسنت" حسن علی رضوی کا بریلوی جماعت "دعوتِ اسلامی" اور اس کے امیر الیاس قادری پر "مسائل دینیہ میں من مانی، خود پسندی، خود نمائی، نت نئی بدعتیں ایجاد کرنے اور جماعت کو متنازعہ بنانے" کے الزامات۔

(دیکھئے ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ اکتوبر ۲۰۰۹ء ص ۲۳۔۴۴)

۲۔ بریلویوں کے "پاسبانِ مسلک رضا" ابوداود صادق رضوی کا "دعوتِ اسلامی" کے امیر الیاس قادری پر "بدعت، قول و فعل کا تضاد، جاہ طلبی، علماء کی تحقیر، خوفِ خدا سے عاری، من

مانی وخود پسندی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان لگانے، من گھڑت خوابوں کے ذریعہ اپنے سارے خاندان کے تعلقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دکھانے اور متنازعہ ہونے" کے سنگین الزامات لگائے ہیں۔

(دیکھئے "مکتوب مولانا ابوداؤد بنام مولانا ابوبلال امیر دعوت اسلامی" ناشر: ادارہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ)

۳۔ بھارت کے کئی مشہور اور نامور رضاخانی علماء کی جانب سے "دعوتِ اسلامی" کو مساجد سے نکال دینے سے لے کر اس کے امیر الیاس قادری کے خلاف شدید تکفیر و تضلیل کے مہر لگے تصدیق شدہ فتاویٰ اور آڈیو بیانات کے لئے دیکھئے

www.sunnitableegijamaat.com

۴۔ بریلوی شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی کے خلاف بریلویوں کے "محقق دوراں" شاہ حسین گردیزی کی جانب سے "تکفیر بازی، انبیاء کی کلی مغفرت کا قائل نہ ہونے، مغلوب الغضب، کافر گر، اتہام والزام عائد کرنے، علماء اہلسنت کی تکفیر جبکہ اہل دیوبند کو مسلمان قرار دینے" کے الزامات۔ (دیکھئے الذنب فی القرآن ص ۲۵، ۲۱۷، ۵۰۳، ۵۳۰، ۵۳۱)

۵۔ بریلوی حکیم الامت احمد یار خان نعیمی کے صاحبزادے، جانشین اور اعتماد یافتہ مفتی اقتدار احمد نعیمی کا غلام رسول سعیدی کے خلاف " کج روی، گمراہ کن بات لکھنے، گستاخی رسول کا دروازہ کھولنے، باطل عقیدے کو بچانے، ضلالت وگمراہی اور گستاخی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پرڈھٹائی" کے سنگین الزامات لگانا۔ (دیکھئے العطایا الاحمدیہ فی فتاوی نعیمیہ ج ۲ ص ۳۴۰، ۳۴۳، ۳۴۶)

۶۔ بریلوی پیر نصیر الدین نصیر گولڑوی کا مشہور بریلوی مناظر و شیخ الحدیث اشرف سیالوی کو یہودی "کعب بن اشرف قرظی سے چار قدم آگے" اور شرکِ صریح کا مرتکب قرار دینا۔ (دیکھئے لطمۃ الغیب علیٰ ازالۃ الریب سرورق، ص ۸۲)

۷۔ بریلوی مفتی عبدالمجید خان سعیدی رضوی کی طرف سے اشرف سیالوی بریلوی کے خلاف "نفی شانِ رسالت کے ارتکاب، منکرین شانِ رسالت کی چستی والی روش کو اپنانے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی اور بے ادبی" کے الزامات۔

(دیکھئے تنبیہات بجواب تحقیقات ص۳۶، ۴۲، ۶۶)

۸۔ اسی طرح بریلوی شیخ الحدیث اشرف سیالوی کے شاگرد آفتاب آفاقی بریلوی نے اپنے استاد کی کتاب کے ابتدائیہ میں کثیر بریلوی محققین وعلماء بشمول عطاء محمد بندیالوی، عبدالحکیم شرف قادری، عرفان شاہ مشہدی، مفتی منیب الرحمٰن، مفتی غلام مصطفیٰ رضوی، حنیف قریشی کے تسلیم شدہ ومستند عالم و پیر نصیر الدین نصیر گولڑوی کو "شاہ اسماعیل دہلوی..... والا کردار بلکہ اس کے بھی دو قدم آگے" قرار دینا۔ (دیکھئے ازالۃ الریب عن مقالۃ فتوح الغیب ص۲)

۹۔ پاکستان اور بھارت کے کئی ایک بریلوی مفتیان وعلماء کا بریلوی "ضیاء الامت" پیر کرم شاہ الازہری کے خلاف مہر لگے تصدیق شدہ تفسیقی وتکفیری فتاویٰ کا مجموعہ بھی بریلوی حضرات کی جانب سے شائع ہو چکا ہے۔

(دیکھئے تنقیدی جائزہ مع اہم فتاویٰ، انجمن فکر رضا لاہور ص۱۷۰۔۲۳۰)

اسی طرح بریلویوں کے دوماہی مجلہ کلمہ حق لاہور میں اعلانیہ لکھا گیا کہ "علماء اہلسنت نے پیر کرم شاہ کو کافر قرار دیا ہے"۔ (شمارہ نمبر ۷، ص۹۶)

۱۰۔ بریلوی عالم صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر (حیدر آباد) کے نزدیک: "مسلکِ رضا والے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو نبیوں، ولیوں بلکہ خود حضور الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ کر سمجھتے ہیں۔

ایضاً یہ فرقہ مرزائیوں، خارجیوں اور پرویزیوں کی طرح خطرناک ہے۔"

(معارف رضا کراچی، سالنامہ ۲۰۰۹ء ص۱۶۰)

نیز دیکھئے احمد البیان فی رضاءِ کنز الایمان از عبدالمجید خان سعیدی رضوی (ص۳۶۔۳۷)

ساقی صاحب سے گزارش ہے کہ یا تو اپنے بریلوی علماء وعوام پر اپنوں کے ہی ان تمام الزامات کو پوری رضاخانیت پر تسلیم کرتے ہوئے ایسے مسلک سے توبہ کر لیں یا پھر ایسے بچکانہ اعتراضات سے پرہیز کریں جن کے جواب کی صورت میں آپ چلو بھر پانی ڈھونڈتے رہیں۔

[ختم شد]

ردِ ظہور نثار — حافظ زبیر علی زئی

حسن بن زیاد اللؤلؤی پر محدثین کرام کی جرح

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله الأمين ، أما بعد:

راقم الحروف کی مشہور کتاب: تحقیقی ، اصلاحی اور علمی مقالات (ج۲ص ۳۳۷۔ ۳۳۹) سے "تلخیص نصب العماد فی جرح الحسن بن زیاد" کا خلاصہ مع فوائد پیشِ خدمت ہے، جس سے صاف ثابت ہے کہ جلیل القدر محدثین کرام نے حنفی فقیہ حسن بن زیاد اللؤلؤی پر شدید جرح کر رکھی ہے:

۱) امام یحییٰ بن معین (متوفی ۲۳۳ھ) نے فرمایا: "وحسن اللؤلؤي كذاب"

۲) امام دارقطنی (م ۳۸۵ھ) نے فرمایا: "كذاب كوفي متروك الحديث"

۳) امام یعقوب بن سفیان الفارسی (م ۲۷۷ھ) نے فرمایا:

"الحسن اللؤلؤي كذاب"

فائدہ: مشہور کتاب المعرفۃ والتاریخ کے بنیادی راوی امام عبداللہ بن جعفر بن درستویہ الفارسی جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق ہیں۔

۱: ابو سعد حسین بن عثمان الرازی نے انھیں ثقہ ثقہ کہا۔ (تاریخ بغداد ۴۲۹/۹)

۲: مشہور ثقہ امام ابن مندہ الحافظ نے ان کی تعریف کی اور انھیں ثقہ کہا۔ (ایضاً ت ۵۰۳۵)

۳: بیہقی نے ابن درستویہ کی بیان کردہ حدیث کو "هذا إسناد صحيح" کہا۔

(دلائل النبوۃ ۳۳۷/۶، السنن الکبریٰ ۳۹۹/۱)

۴: ذہبی نے فرمایا: "وكان ثقة" (سیر اعلام النبلاء ۵۳۱/۱۵)

۵: حاکم نے ان کی بیان کردہ حدیث کو "صحيح الاسناد" کہا۔

(المستدرک ۳۱۸/۴ ح ۷۸۹۲ ووافقہ الذہبی)

۶: ضیاء المقدسی نے المختارۃ میں ان سے حدیث بیان کی۔ (ج ۷ص ۵۲ ح ۲۴۵۳)

۷: ابوالقاسم الازہری نے بھی یہ گواہی دی کہ میں نے ابن درستویہ کی اصل کتاب دیکھی، ان کی اصل اچھی تھی اور ان کا سماع صحیح تھا۔ (تاریخ بغداد ۹/ ص ۴۲۹)

ان کے علاوہ کئی علماء نے ان کی تعریف بھی کی اور جمہور کی اس توثیق کے بعد ابن درستویہ پر ھبۃ اللہ بن الحسن الطبری اور برقانی کی جرح باطل و مردود ہے۔

حافظ ذہبی نے لکھا ہے: "ولم یضعفه أحد بحجة" کسی ایک نے بھی انھیں دلیل کے ساتھ ضعیف قرار نہیں دیا۔ (العبر فی خبر من غبر ۲/ ۷۷ وفیات ۳۴۷ھ)

ظہور احمد حضروی (ننھے کوثری) نے بحوالہ تاریخ بغداد امام ھبۃ اللہ الطبری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ "مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اس کو کہا گیا کہ اگر تو عباس الدوریؒ سے (فلاں) حدیث بیان کرے تو ہم تجھے ایک درہم دیں گے، اس پر اس نے وہ حدیث بیان کر دی حالانکہ اس نے عباس الدوریؒ سے وہ حدیث نہیں سُنی تھی۔"

(تلامذۂ امام اعظم ابو حنیفہ کا محدثانہ مقام ص ۵۰۵ بحوالہ تاریخ الخطیب ۹/ ۴۳۵)

حالانکہ اس حکایت کے متصل بعد خطیب بغدادی نے فرمایا: "وھذه الحكاية باطلة..." اور یہ حکایت باطل ہے۔ الخ (تاریخ بغداد و نسخہ تاج ۹ ص ۴۲۹ ت ۵۰۴۵)

حافظ ذہبی نے بھی خطیب بغدادی کے اس فیصلے کو نقل کر کے برقرار رکھا ہے۔

(دیکھئے النبلاء ۱۵/ ۵۳۲)

خطیب کی یہ جرح چھپانا ظہور احمد کی خیانتوں میں سے ایک بہت بڑی خیانت ہے۔

بطورِ فائدہ عرض ہے کہ حافظ ابن عدی نے حسن بن زیاد پر جب جرح کی تو ظہور احمد نے لکھا: "حافظ ابن عدی کی یہ جرح اس پر مبنی ہے کہ ابن نمیرؒ وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ امام حسن بن زیادؒ ابن جریج پر جھوٹ بولتے تھے، لیکن خود علی زئی نے یہ اقرار کیا ہے کہ ابن نمیرؒ سے یہ قول ثابت نہیں ہے بلکہ اس کی سند ضعیف ہے..." (تلامذہ... ص ۵۱۶)

اس ظہوری بیان سے معلوم ہوا کہ اگر کسی امام کی جرح کی سند ثابت نہ ہو تو وہ جرح ختم ہو جاتی ہے۔ اب امام ھبۃ اللہ کا بیان "مجھے یہ بات پہنچی ہے" بے سند ہونے کی وجہ سے

ثابت نہیں، لہٰذا ان کی جرح بھی ظہور احمد کے اصول کی رُو سے مردود ہے اور اسے بطورِ حجت پیش کرنا ظہورو شار کے تعصب اور تجاہل عارفانہ کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟!

ظہور احمد کا ایک جھوٹ: ظہور احمد نے مزید لکھا ہے کہ "نیز عبداللہ بن درستویہ سے ماقبل سند بھی نامعلوم ہے" (تلامذہ... ص ۵۰۶)

حالانکہ عبداللہ بن جعفر بن درستویہ سے ماقبل سند معلوم ہے، اسے ثقہ امام ابوالحسین محمد بن الحسین بن الفضل القطان البغدادی نے ابن درستویہ سے بیان کیا ہے۔

(دیکھئے کتاب المعرفۃ والتاریخ ج ۱ ص ۱۱۵، تاریخ بغداد ج ۷ ص ۳۱۶۔۳۱۷)

۴) امام نسائی (م ۳۰۳ھ) نے فرمایا: "والحسن بن زیاد اللؤلؤي کذاب خبیث"

۵) امام یزید بن ہارون (م ۲۰۶ھ) سے پوچھا گیا کہ آپ کا اس (حسن بن زیاد اللؤلؤی) کے بارے میں کیا خیال ہے؟

انھوں نے فرمایا: "أو مسلم ھو؟" کیا وہ مسلمان ہے؟

فائدہ: اس قول کے راوی امام ابوالعباس احمد بن علی بن مسلم الابار البغدادی بالاجماع ثقہ راوی ہیں، انھیں امام دارقطنی، خطیب بغدادی، حاکم نیشاپوری، ضیاء الدین مقدسی، ابونعیم الاصبہانی، ابن ناصر الدین اور حافظ ذہبی نے ثقہ قرار دیا اور اُن پر حافظ ذہبی کی جرح ہرگز ثابت نہیں، بلکہ یہ جرح ابوالفرج احمد بن علی بن جعفر بن محمد الختوطی (دوسرے راوی) پر ہے۔ (تحقیق کے لئے دیکھئے الحدیث حضرو: ۹۷ ص ۳۵۔۴۳)

۶) امام محمد بن رافع النیسابوری (م ۲۴۵ھ) نے فرمایا: حسن بن زیاد اللؤلؤی امام سے پہلے سر اٹھاتا تھا اور امام سے پہلے سجدہ کرتا تھا۔

فائدہ: اس قول کے راوی امام احمد بن علی بن مسلم الابار بالاتفاق ثقہ ہیں اور ان پر ظہور احمد دیوبندی کی جرح باطل ہے۔ (دیکھئے فقرہ: ۵)

۷) امام حسن بن علی الحلوانی (م ۲۴۲ھ) نے لؤلؤی کو دیکھا، اس نے سجدے میں ایک لڑکے کا بوسہ لے لیا تھا۔

فائدہ: اس روایت کے راوی امام ابوبکر بن ابی داود رحمہ اللہ جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ و صدوق ہونے کی وجہ سے صحیح الحدیث اور حسن الحدیث راوی ہیں۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے تحقیقی مقالات ۴/ ۳۷۸۔۳۹۱)

ابوعمر محمد بن عباس بن حیویہ الخزار جمہور کے نزدیک ثقہ راوی ہیں، انھیں ازہری، عتیقی اور برقانی وغیرہم نے ثقہ قرار دیا۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے التنکیل للیمانی ۱/ ۴۵۰۔۴۵۲ ت ۲۰۸)

ظہور احمد کا صریح جھوٹ: ظہور احمد حضروی دیوبندی نے لکھا ہے: ''خود علی زئی نے متسائل راوی کو ضعیف قرار دیا ہے۔'' (تلامذہ...ص ۵۰۲ بحوالہ الحدیث ش ۲ ص ۳۵)

الحدیث حضرو کے صفحہ مذکورہ پر ایسی کوئی عبارت نہیں، لہٰذا ظہور کی مذکورہ عبارت دروغ بے فروغ ہے۔

۸) یعلیٰ بن عبید الکوفی (م ۲۰۹ھ) نے فرمایا: ''اتق اللؤلؤي''

فائدہ: اگر کوئی کہے کہ ''اس قول کی سند میں حافظ عقیلی کے استاذ قاسم بن خلف الدوری کا ترجمہ ہمیں اسماء الرجال کی متداول کتب میں نہیں ملا...'' تو عرض ہے کہ اس قول کی سند میں قاسم بن خلف نہیں بلکہ ہیثم بن خلف الدوری ہے۔ (دیکھئے کتاب الضعفاء للعقیلی مطبوعہ دار الصمیعی الریاض ج ۱ ص ۲۳۶ ت ۲۷۶، دوسرا نسخہ مطبوعہ دار مجد الاسلام القاہرہ مصر ۱/ ۵۸۲ ت ۲۷۸)

ہیثم بن خلف الدوری البغدادی (م ۳۰۷ھ) ثقہ ہیں۔ (دیکھئے النبلاء ۱۴/ ۲۶۱، تاریخ بغداد ۱۴/ ۶۳)

۹) ابوحاتم الرازی (م ۲۷۷ھ) نے فرمایا:

''ضعیف الحدیث، لیس بثقة ولا مأمون''

۱۰) اسحاق بن اسماعیل الطالقانی سے روایت ہے کہ ہم (امام) وکیع (بن الجراح) کے پاس تھے کہ کہا گیا: بے شک اس سال بارش نہیں ہو رہی، قحط ہے تو انھوں نے فرمایا: قحط کیوں نہ ہو؟ حسن اللؤلؤی اور حماد بن ابی حنیفہ جو قاضی بنے بیٹھے ہیں۔

فائدہ: طالقانی سے اس قول کے راوی ادریس بن عبدالکریم المقرئی ثقہ ہیں۔

(دیکھئے تاریخ بغداد ۷/ ۱۴)

اور اُن سے امام عقیلی نے یہ روایت بیان کی ہے۔

۱۱) جوزجانی (م ۲۵۹ھ) نے فرمایا: اسد بن عمرو، محمد بن الحسن اور لؤلؤی سے اللہ تعالیٰ فارغ ہو چکا ہے۔

۱۲) عقیلی (م ۳۲۲ھ) نے حسن بن زیاد کو کتاب الضعفاء میں ذکر کیا۔

۱۳) ابن الجوزی (م ۵۹۷ھ) نے حسن بن زیاد کو کتاب الضعفاء والمتروکین میں ذکر کیا۔

ظہور احمد کا ایک بہت بڑا جھوٹ: ظہور احمد دیوبندی نے لکھا ہے: ''پس جب خود علی زئی کے نزدیک حافظ ابن الجوزیؒ ذاتی طور پر روایت حدیث میں ناقابل اعتماد ہیں تو پھر...''

(تلامذہ... ص ۵۱۱)

عرض ہے کہ راقم الحروف نے ایسی کوئی عبارت نہیں لکھی، لہٰذا ظہور احمد نے عبارت مذکورہ میں کالا جھوٹ لکھا ہے۔

۱۴) ابن عدی (م ۳۶۵ھ) نے فرمایا: وہ (حسن بن زیاد) ضعیف ہے۔

۱۵) ابن شاہین (م ۳۸۵ھ) نے اسے تاریخ اسماء الضعفاء والکذابین میں ذکر کیا ہے۔

۱۶) حافظ سمعانی (م ۵۶۲ھ) نے فرمایا: اور وہ حدیث میں کچھ چیز نہیں ہے۔

۱۷) ابن اثیر (م ۶۳۰ھ) نے فرمایا: اور وہ روایت میں سخت ضعیف ہے، کئی نے اسے کذاب کہا ہے اور وہ بڑا فقیہ تھا۔

۱۸) ہیثمی (م ۸۰۷ھ) نے فرمایا: اور وہ متروک ہے۔

۱۹) حافظ ذہبی (م ۷۴۸ھ) نے اسے دیوان الضعفاء میں ذکر کیا اور العبر میں فرمایا: اس کے ضعف کی وجہ سے انھوں (محدثین) نے کتبِ ستہ میں اُس سے روایت نہیں لی اور وہ فقہ میں سردار تھا۔

تلخیص نصب العماد کا خلاصہ مکمل ہوا اور اب بعض مزید جروح پیشِ خدمت ہیں:

۲۰) حافظ ابن حجر کے استاذ ابن الملقن (م ۸۰۴ھ) نے فرمایا: ''**وهذا إسناد ضعيف، الحسن (بن) زياد كذاب، قاله غير واحد**'' (البدر المنیر ۵/ ۵۰۱)

جمہور محدثین کی اس جرح کے مقابلے میں ظہور احمد دیوبندی حضروی نے اٹھارہ (۱۸) حوالے پیش کیے ہیں، جن کا جائزہ درج ذیل ہے:

۱☆ امام یحییٰ بن آدم (م۲۰۳ھ) نے فرمایا:

"ما رأیت رجلاً قط أعلم من اللؤلؤي" میں نے لؤلؤی سے بڑا کوئی عالم نہیں دیکھا۔ (معرفۃ الرجال: ۹۲۷، ۹۶۰ روایۃ ابن محرز)" (تلامذہ ... ص ۲۶۹ ملخصاً مع التصرف)

اس قول کے بنیادی راوی ابو العباس احمد بن محمد بن قاسم بن محرز البغدادی کی توثیق نامعلوم ہے، لہٰذا ابن محرز کے مجہول الحال ہونے کی وجہ سے یہ قول ثابت نہیں۔

۲☆ امام احمد بن عبدالحمید بن خالد الحارثی الکوفی (م۲۶۹ھ) نے فرمایا:

"ما رأیت أحسن خلقاً من الحسن بن زیاد ولا أقرب مأخذاً ولا أسهل جانباً مع توفر فقهه و علمه و زهده و ورعه و کان یکسو مما لیکه کسوة نفسه."

میں نے حسن بن زیاد سے زیادہ اچھے اخلاق والا کوئی شخص نہیں دیکھا اور نہ قریب المأخذ و نرم جانب والا کوئی دیکھا ہے، اس کے ساتھ وہ وافر فقہ، علم، زہد اور پرہیزگاری والے تھے اور آپ اپنے غلاموں کو اسی طرح کے کپڑے پہناتے تھے جس طرح کے خود پہنتے تھے۔

(مناقب الصیمری ص ۱۳۱، تاریخ بغداد ۷/ ۳۱۵)

اس قول کی سند میں احمد بن محمد المسکی کی توثیق نامعلوم ہے۔

۳☆ امام ابن حبان (م۳۵۴ھ) بحوالہ کتاب الثقات (۸/ ۱۶۸)

یہ راوی حسن بن زیاد الکوفی نہیں، بلکہ حسن بن زیاد الہمدانی ہے۔

(تحقیق کے لئے دیکھئے اسد الغابۃ ۳۳۰/۱، معرفۃ الصحابہ لابی نعیم ۱۸۸۱/۲ ح ۴۷۳۲ ب، اور راقم الحروف کا مضمون: "ظہور احمد کی دس (۱۰) دوڑ خیاں اور دوغلی پالیسیاں" فقرہ نمبر: ۵)

٤: مسلمہ بن القاسم القرطبی (م۳۵۳ھ) نے کہا: "وکان ثقة" (لسان المیزان ۲/ ۲۵۰)

مسلمہ بذاتِ خود جمہور کے نزدیک ضعیف و مجروح ہے:

ذہبی نے ضعیف کہا اور فرمایا: "ولم یکن بثقة" اور وہ ثقہ نہیں تھا۔ (النبلاء ۱۶/ ۱۱۰)

ابن الفرضی (م ۴۰۳ھ) نے کہا: "وسمعت من ينسبه إلى الكذب"
محمد بن احمد بن یحییٰ القاضی نے فرمایا: وہ کذاب نہیں تھا، لیکن وہ ضعیف العقل تھا۔

(تاریخ العلماء والرواۃ للعلم بالاندلس ۲/ ۱۳۰ ت ۱۴۲۳)

ابو جعفر المالقی نے کہا: "فيه نظر"
ہمارے علم کے مطابق کسی نے بھی مسلمہ بن القاسم کی توثیق نہیں کی اور اس کا مشبہہ میں سے نہ ہونا یا کذاب نہ ہونا اُس کے ضعیف ہونے کے منافی نہیں اور جب جمہور محدثین کی صریح جرح موجود ہے تو ظہور ونثار کی کوئی سنتا ہے؟!

یاد رہے کہ ہمارا منہج واضح اور روشن ہے کہ جرح وتعدیل میں جمہور محدثین کو ہمیشہ ترجیح حاصل ہے اور ہم ظہور ونثار کی طرح مداری پن اور قلابازیوں کے قائل نہیں، ورنہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مسلمہ بن القاسم نے امام طحاوی کو ثقہ جلیل القدر فقیہ البدن وغیرہ قرار دے کر لکھا ہے: "وكان يذهب مذهب أبي حنيفة وكان شديد العصبية فيه"
اور وہ ابو حنیفہ کے مذہب پر تھے اور وہ اس میں شدید تعصب والے (سخت متعصب) تھے۔

(لسان المیزان ۱/ ۲۷۶، دوسرا نسخہ ۱/ ۴۱۷)

کیا ظہور ونثار اس بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں کہ طحاوی شدید متعصب تھے؟!

۵: امام ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق (م ۳۱۶ھ) أخرج له في مستخرجه.
عرض ہے ہمیں مستخرج ابی عوانہ میں حسن بن زیاد لؤلؤی کی کوئی حدیث نہیں ملی اور ج ۱ ص ۴۰ (ح ۱۶۷) والی روایت میں مطلقاً حسن بن زیاد ہے، لؤلؤی کی صراحت نہیں، لہٰذا حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی عبارت محلِ نظر ہے۔

یاد رہے کہ مستخرج ابی عوانہ میں عبدالعزیز بن محمد الدراوردی، ابوبکر بن ابی داود، نعیم بن حماد اور محمد بن اسحاق بن یسار وغیرہم کی روایات بھی موجود ہیں۔

(دیکھئے تحقیقی مقالات ۳/ ۳۳۰، ۲/ ۳۸۳، ۱/ ۲۶۰، ۳/ ۲۸۸)

اور ان راویوں پر ظہور احمد اور آلِ دیوبند ظالمانہ جرح کرتے ہیں۔

ظہور و نثار کی یہ دوڑ خیاں اور دوغلی پالیسیاں کب تک جاری رہیں گی؟!

٦: ابوالفرج ابن الندیم الرافضی (م ٣٨٥) نے کہا: "وکان فاضلاً عالمًا بمذاهب أبي حنیفة في الرأی" (الفہرست ص ٢٥٨)

یہ شخص (ابن الندیم) بقولِ حافظ ذہبی "غیر موثوق به" یعنی غیر ثقہ اور بقولِ حافظ ابن حجر رحمہما اللہ: رافضی معتزلی تھا، لہٰذا ابن انجب کا اس کی تعریف کرنا مردود ہے۔

جمہور محدثین کرام کی جرح کے بعد "فاضل عالم" کلماتِ توثیق میں سے نہیں، لہٰذا غیر ثقہ رافضی معتزلی کی تعریف سے استدلال باطل ہے۔

٧: حاکم نیشاپوری (م ٤٠٥ھ)

روی له في المستدرك (٣/١٢٣ ح ٤٥٩٢)

عرض ہے کہ اس میں اللؤلؤی کی صراحت نہیں، لہٰذا اس استدلال میں نظر ہے۔

٨: ابن عبدالبر (م ٤٦٣ھ) قال: " وهذا أصح ما قیل" إلخ (بحوالہ استیعاب ٥٧٢)

عرض ہے کہ الاستیعاب (١/ ٢٣١ ت ٥٧٣) میں بھی اللؤلؤی کی صراحت نہیں اور مختلف روایات میں سے کسی کو اصح قرار دینا تصحیح نہیں ہوتا۔

امام ترمذی نے سنن ترمذی میں پہلی حدیث امام سماک بن حرب کی سند سے بیان کی اور فرمایا: "هذا الحدیث أصح شئ في هذا الباب و أحق" (ح١)

اس کی تشریح میں محمد تقی عثمانی دیوبندی نے کہا:

"امام ترمذی مختلف حدیثوں کے بارے میں یہ لفظ استعمال کرتے ہیں، اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس باب میں یہ حدیث سب سے بہتر سند کے ساتھ آئی ہے، لیکن یہ ضروری نہیں ہوتا کہ وہ حدیث فی نفسہ بھی صحیح یا حسن ہو، بلکہ بعض اوقات حدیث ضعیف ہوتی ہے، لیکن چونکہ اس باب میں اس سے بہتر سند والی حدیث موجود نہیں ہوتی، اس لئے اس کو اصح یا احسن کہہ دیا جاتا ہے، البتہ مذکورہ حدیث فی نفسہ بھی صحیح ہے۔" (درس ترمذی ج ١ ص ١٦٠)

ثابت ہوا کہ اصح سے توثیق کشید کرنا نرا مغالطہ ہے۔

۹: ابن انجب (م ۶۷۴ھ) نے لکھا ہے: "کان فاضلاً عالمًا"

(الدر الثمین فی اسماء المصنفین ص ۳۵۰)

جرح کے مقابلے میں یہ کلماتِ توثیق میں سے نہیں۔

نیز دیکھئے ظہور احمد کے فقرات میں سے فقرہ نمبر ۶ کا جواب۔

۱۰: عبدالقادر القرشی (م ۷۷۵ھ)

یہ ایک غالی حنفی تھا، جس کے حوالے کی محدثین کرام کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں اور نہ یہ شخص ائمۂ جرح وتعدیل میں سے تھا۔

۱۱: امام تقی الدین ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) نے کہا: "والحسن بن زیاد أکثرهم تفریعًا" اور ان لوگوں میں تفریعات نکالنے میں حسن بن زیاد سب سے زیادہ تھا۔

(مجموع فتاویٰ ۲۰/۱۴۱)

اس عبارت میں کسی قسم کی توثیق کا نام ونشان تک نہیں، بلکہ مسلمہ بن القاسم جیسی عقل والے لوگوں کا استدلال اس جیسی عبارات پر ہی ہوتا ہے۔ سبحان اللہ!

۱۲: امام شمس الدین ابن القیم (م ۷۵۱ھ) نے حسن بن زیاد کو کوفہ کے مشہور اور کبار فقہاء میں شمار کیا ہے۔

اس میں توثیق کہاں سے آگئی ہے؟ سبحان اللہ!

۱۳: امام شمس الدین الذہبی (م ۷۴۸ھ) نے کہا: وہ ذکی ترین لوگوں میں سے تھے اور آپ کا شمار رائے کے ماہر ترین لوگوں میں ہوتا ہے۔ (النبلاء ۹/۵۴۳)

نیز ذہبی نے اسے "الإمام" اور "العلامة" قرار دیا۔

عرض ہے کہ یہ توثیق نہیں اور اس کے مقابلے میں حافظ ذہبی نے لؤلؤی مذکور کو اپنی کتابوں: دیوان الضعفاء (۱/۱۸۵ ت ۹۰۵) اور المغنی فی الضعفاء (۱/۲۴۸ ت ۱۴۰۵) میں ذکر کیا اور فرمایا: " قلت :لم یخرجوا له فی الکتب الستة لضعفه، وکان رأسًا فی الفقه" میں نے کہا: کتبِ ستہ والوں نے اس کے ضعف کی وجہ سے اس سے روایت

بیان نہیں کی اور وہ فقہ میں سردار تھا۔ (العبر فی خبر من غبر ۲۷۰/۱ وفیات ۲۷۰ھ)

اس جرح کے مقابلے میں ظہور احمد نے یہ ڈراما کیا ہے کہ ''اصحاب صحاح ستہ کا کسی شخص سے روایت نہ لینا اس شخص کے ضعف کو مستلزم نہیں ہے...'' (تلامذہ ص ۵۱۴)

حالانکہ ذہبی نے مجرد روایت نہ لینا نہیں لکھا بلکہ ''لضعفه'' کا لفظ لکھا ہے: اس کے ضعیف ہونے کی وجہ سے۔

ظہور احمد نے لکھا ہے: ''اور خود زبیر علی زئی نے لکھا ہے کہ جس شخص کو ''الامام الفقیہ'' قرار دیا جائے اس کا مقام صدوق ہے۔'' (تلامذہ... ص ۴۸۳ بحوالہ الحدیث شمارہ ۷ ص ۱۳)

ماہنامہ الحدیث حضرو کے صفحہ مذکورہ پر ظہور احمد کی لکھی ہوئی عبارت قطعاً موجود نہیں، بلکہ راقم الحروف نے اپنی طرف سے ایک راوی کے بارے میں بطورِ اجتہاد لکھا تھا:

''اس کا مقام صدوق کا مقام ہے۔'' (الحدیث: ۷ ص ۱۳)

یہ میری اپنی رائے ہے اور اس ذاتی رائے سے بھی رجوع کا اعلان ہے۔ والحمدللہ

۱۴: بدر الدین العینی (م ۸۵۵ھ)

یہ ایک متعصب حنفی تھا، لہٰذا جمہور محدثین کے مقابلے میں اس کے حوالے کا وجود اور عدم وجود ایک برابر ہے۔

عبدالحی لکھنوی نامی ایک مولوی (جسے ظہور احمد نے امام کا لقب دے رکھا ہے۔ دیکھئے فقرہ: ۱۸) نے عینی کے بارے میں لکھا ہے: ''ولو لم یکن فیه رائحة التعصب المذهبی لکان أجود و أجود'' اور اگر اس میں مذہبی تعصب کی بُو نہ ہوتی تو بہتر تھا اور بہتر تھا۔ (الفوائد البہیہ ص ۲۰۸)

۱۵: امام ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ)

عرض ہے کہ حافظ ابن حجر نے حسن بن زیاد اللؤلؤی کی توثیق قطعاً نہیں کی، لہٰذا ظہور احمد نے اُن پر جھوٹ بولا ہے۔

ظہور احمد نے لکھا ہے: ''جب کہ خود علی زئی کو بھی یہ بات تسلیم ہے کہ حافظ ابن حجر

''فتح الباری'' جو حدیث نقل کر کے اس پر سکوت کریں، وہ ان کے نزدیک کم از کم حسن ضرور ہوتی ہے۔'' (تلامذہ ص ۲۸۶)

عرض ہے کہ یہ میری بات ہرگز نہیں، بلکہ استاذ محترم حافظ عبدالمنان نورپوری رحمہ اللہ کی عبارت ہے۔ (طبع مارچ ۲۰۰۴ء) اور اس عبارت کو نور العینین کے بعد والے طبعات سے نکال دیا گیا ہے۔ دیکھئے نور العینین طبع اپریل ۲۰۱۱ء ص ۱۸۲، طبع دسمبر ۲۰۰۷ء ص ۱۸۲، طبع دسمبر ۲۰۰۶ء ص ۱۸۲)

لہٰذا ظہور احمد نے عبارت مذکورہ میں راقم الحروف کے بارے میں صریح جھوٹ بولا ہے۔

۱۶: ابن تغری بردی (م ۸۷۴ھ) نے لکھا ہے: ''**الإمام أحد العلماء الأعلام ...**''

یوسف بن تغری بردی ایک حنفی مولوی تھا اور بس!

اسماء الرجال کے مقدس علم میں جلیل القدر محدثین کے مقابلے میں ابن تغری بردی کے حوالوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

۱۷: بارہویں صدی ہجری کے شافعی مولوی ابن الغزی (م ۱۱۶۷ھ) کا حوالہ!

عرض ہے کہ شرم کریں!

۱۸: چودھویں صدی کے مولوی عبدالحی لکھنوی (م ۱۳۰۴ھ) کا حوالہ!

عرض ہے کہ شرم کریں اور اللہ سے ڈریں!

حسن بن زیاد اللؤلؤی پر درج ذیل محدثین کرام نے جرح کی ہے:

امام یحییٰ بن معین، امام دارقطنی، امام یعقوب بن سفیان الفارسی، امام نسائی، امام یزید بن ہارون، امام محمد بن رافع نیشاپوری، امام حسن بن علی الحلوانی، امام یعلیٰ بن عبید، امام ابو حاتم الرازی، امام وکیع، جوزجانی، عقیلی، ابن الجوزی، امام ابن عدی، امام ابن شاہین، حافظ سمعانی، حافظ ہیثمی، حافظ ذہبی وغیرہم۔

ان کے مقابلے میں ظہور احمد نے درج ذیل نام پیش کئے ہیں:

۱: یحییٰ بن آدم   (قول ہی ثابت نہیں)

۲: احمد بن عبدالحمید الحارثی (ثابت نہیں)

۳: ابن حبان (ثابت نہیں)

۴: مسلمہ بن قاسم (بذاتِ خود ضعیف ہے)

۵: ابوعوانہ (مشکوک حوالہ ہے)

۶: ابن الندیم (بذاتِ خود رافضی معتزلی اور غیر ثقہ تھا)

۷: حاکم (توثیق ثابت نہیں)

۸: ابن عبدالبر (توثیق ثابت نہیں)

۹: ابن انجب

۱۰: عبدالقادر قرشی (حنفی غالی مولوی تھا)

۱۱: ابن تیمیہ (توثیق ثابت نہیں)

۱۲: ابن القیم (توثیق ثابت نہیں)

۱۳: ذہبی (توثیق ثابت نہیں)

۱۴: عینی (متعصب مولوی اور غالی حنفی تھا)

۱۵: ابن حجر عسقلانی (توثیق ثابت نہیں)

۱۶: ابن تغری بردی (حنفی مولوی تھا)

۱۷: ابن الغزی

۱۸: عبدالحی لکھنوی (حنفی مولوی تھا)

ایک دو حوالوں کی بنیاد پر ظہور احمد صاحب امام یحییٰ بن معین اور جمہور محدثین کرام کی شدید جروح کو رد کرنا چاہتے ہیں۔ سبحان اللہ!

معلوم یہی ہوتا ہے کہ شیعہ روافض کی طرح آلِ دیوبند کا اسماء الرجال اور ہے اور اہلِ سنت کے محدثین کرام کا اسماء الرجال اور ہے۔ وما علینا إلا البلاغ

(۱۱/ شعبان ۱۴۳۳ھ بمطابق ۲/ جولائی ۲۰۱۲ء)

Monthly **ZARB-E-HAQ** Sargodha

اغراض ومقاصد

☆ قرآن وحدیث، اجماع امت اور فہم سلف صالحین کی ترویج واشاعت

☆ صحیح احادیث کا پرچار اور ضعیف سے قطعی اجتناب

☆ عقیدۂ توحید (توحید الوہیت، توحید ربوبیت اور توحید الاسماء والصفات) کا محدثین کے منہج کے مطابق احیاء وترویج

☆ باطل اور گمراہ فرقوں کا مدلل ومبرہن رد

☆ صحابہ کرام اور محدثین وائمہ دین کے ساتھ محبت کی رغبت

☆ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے عہد کی طرح مثالی اور اسلامی معاشرہ کا قیام

جیسا کہ امام عبدالرحمٰن بن عمرو الاوزاعی رحمہ اللہ (م ۱۵۷ھ) نے فرمایا:

"علیك بآثار من سلف و إن رفضك النّاس ، و إيّاك و رأي الرّجال و إن زخرفوه بالقول ، فإن الأمر ينجلي و أنت على طريق مستقيم ."

تو سلف (محدثین) کے آثار کو لازم پکڑ، اگرچہ تجھے لوگ چھوڑ دیں، تو (بدعتی) لوگوں کی آراء سے بچ، اگرچہ وہ ان کو باتوں کے ساتھ مزین کریں، کیونکہ بلاشبہ معاملہ صاف ہے اور تو صراطِ مستقیم پر ہے۔

(شرف اصحاب الحدیث للخطیب: ٦، الشریعۃ للآجری: ١٢٧، وسندہ صحیح)

قارئین کرام! ماہنامہ "ضربِ حق" آپ کا اپنا مجلہ ہے۔ اس کی سلسلہ وار اور بخوبی اشاعت کے لیے دامے، درمے، سخنے، قدمے، قلمے تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

انٹرنیٹ پر ضربِ حق پڑھنے کے لئے

ویب سائٹ www.jamiabukhari.com

ای میل jamia.imam.bukhari@gmail.com